عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۲۳ جمادی الاول تا یکم جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۴۶

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوستوں سے حسنِ سلوک

نئی نسل کی تعلیم و تربیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ایک شہر میں پندرہ یا زائد دنوں کے قیام کی نیت کرنا

س:...... ایک شخص لاہور سے کراچی آئے تبلیغی حضرات کے ساتھ اور کراچی میں تشکیل ۲۸ دن کے لئے ہوئی۔ اس طرح کہ ایک مسجد میں تین دن ٹھہرے، پھر دوسری مسجد میں تین دن، جس طرح تبلیغ کی حالت میں مختلف مساجد میں قیام کرتے ہیں۔ اس طرح سفر کرنے والا مسافر ہوگا یا مقیم؟ پوری نماز پڑھے گا یا قصر کرے گا؟ صحیح صورت حال سے آگاہ فرمائیں۔

ج:.... اگر ایک شہر میں ۱۵ دن کی یا ۱۵ دن سے زیادہ کی نیت سے قیام کرے اور شہر کی مختلف کالونیوں یا مساجد میں دو دو دن یا چار چار دن قیام کرتا رہے تو وہ مقیم ہی کہلائے گا اور پوری نماز پڑھے گا۔ لیکن اگر قریب قریب کے مختلف شہروں میں پھرتا رہا تو وہ مسافر ہوگا، کیونکہ اقامت کے لئے ایک ہی شہر میں ۱۵ دن یا اس سے زائد قیام کی نیت ہو تو مقیم ہوگا ورنہ نہیں۔

وطنِ اصلی کا مدار نیت پر ہے

س:..... ایک شخص لاہور میں پیدا ہوا، وہیں اس کے والدین رہتے تھے، فوت ہونے کے بعد وہ وہیں مدفون ہیں، مگر یہ شخص کئی سالوں سے کراچی میں مقیم ہے اور اس کا ارادہ اب واپس لاہور شفٹ ہونے کا بھی نہیں ہے، مگر والد سے ترکہ میں ملی ہوئی کچھ زمین لاہور میں ہے تو کیا یہ شخص جب اپنے آبائی گھر لاہور جائے گا تو پوری نماز پڑھے گا یا قصر کرے گا اور مسافر ہوگا یا مقیم؟

ج:... وطنِ اصلی کو اگر کوئی اس طرح چھوڑ دے اور کہیں دوسری جگہ رہائش اختیار کرلے کہ دوبارہ کبھی وہاں رہائش کا کوئی ارادہ نہ ہو تو وہ وطن اصلی باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کا وہاں کوئی پلاٹ، زمین، مکان وغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ اصل مدار اس شخص کی نیت کا ہے۔ زمین، جائیداد اس کی علامات ہیں، مدار نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں مذکور شخص نے چونکہ لاہور کو چھوڑ کر کراچی میں ہی مستقل رہائش اختیار کرلی ہے۔ آئندہ لاہور میں رہائش اختیار کرنے کا ارادہ بھی نہیں ہے، اس لئے یہ جب لاہور جائے گا تو مسافر ہوگا۔ پندرہ دن سے کم کی نیت سے وہاں ٹھہرے تو قصر کرے گا۔ چنانچہ امداد الفتاویٰ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”خلاصہ تطبیق کا یہ ہوا کہ اگر اس دوسرے شہر میں پھر بطور وطن رہنے کا ارادہ نہیں ہے، جس طرح پہلے رہتا تھا، تب تو وطن نہ رہا، وہاں جاکر قصر کرے گا، جب مسافت سفر طے کرکے آئے اور اگر اب بھی اسی طرح رہنے کا ارادہ ہے تو وہ بھی وطن ہے، پس اس شخص کے دو دو وطن ہوجاویں گے۔“

(امدادالفتاویٰ ص:۳۶۴۔۴۹۴، ج:۱)

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۲۳ جمادی الاول تا یکم جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۲۳ء شمارہ:۴۶

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسجد اقصیٰ کی شناخت پر قادیانی حملہ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
.... دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک	۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا	۱۰	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
نئی نسل کی تعلیم و تربیت	۱۴	ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی
صہیونیت اور اسرائیل .... تاریخی پس منظر (۲)	۱۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خاتم الانبیاء کانفرنس، کلاچی	۲۶	مولانا مفتی نصیر الدین قاضی
جن پہ نبیوں، رسولوں کا ہے اختتام (نعت)	۲۷	جناب سیّد سلمان گیلانی

بیاد

امیرِ شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہدِ ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمانِ ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہیدِ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہیدِ ناموسِ رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶۰ فصل:....۷ ہجری کے سرایا

۵:..... سریہ غالب بن عبداللہ اللیثیؓ:..... اسی سال رمضان مبارک میں حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوعوال، (بضم عین) اور بنوعبد بن ثعلبہ کی طرف میفعہ بھیجا گیا۔

مِیفَعَہ:..... بکسر میم، وسکونِ یاء، وفتح فاء، علاقہ نجد میں بطنِ نخل سے کچھ آگے ''نقرہ'' کی طرف ایک وادی کا نام ہے، جو مدینہ سے آٹھ برید (۹۶ میل) کی مسافت پر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سو تیس اَفراد کی رفاقت میں روانہ کیا، ان میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، جو لوگ مقابلے میں آئے ان کو قتل کیا، اور یہ حضرات اُونٹ، بکریوں کی غنیمت لے کر مدینہ واپس آئے، کسی شخص کو قید نہیں کیا۔

۶:..... سریہ بشیر بن سعدؓ:..... اسی سال شوال میں حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا سریہ یمن اور جبار کی طرف روانہ کیا گیا۔

یمن:..... بفتح یاء تحتیہ، اور بعض نے ضمہ پڑھا ہے، اور میم ساکنہ، اس کے بعد نون۔ بعض لوگوں نے اس کو تائے فوقانیہ کے ساتھ پڑھا ہے، مگر یہ تحریف ہے۔

جبار:..... بفتح جیم وتخفیفِ باء۔ یمن اور جبار دو جگہوں کے نام ہیں جو خیبر اور وادی القریٰ کے قریب واقع تھیں، اور یہاں بنوغطفان رہائش پذیر تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین سو اَفراد کے ساتھ روانہ فرمایا، بہت سے مویشی غنیمت میں ہاتھ آئے اور دو آدمیوں کو جن کا نام مذکور نہیں، گرفتار کر لائے، بعد میں یہ دونوں مسلمان ہوگئے۔

۷:..... سریہ اَخرمؓ:..... اسی سال ذی الحجہ میں حضرت اخرم (خائے معجمہ اور رائے مہملہ کے ساتھ) ابن ابی العوجاء السلمی رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوسلیم (بصیغۂ تصغیر) کی طرف بھیجا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پچاس افراد کے ساتھ روانہ کیا، وہاں کفار سے ایسی شدید جنگ ہوئی کہ حضرت اخرمؓ کے علاوہ ان کے تمام رُفقاء شہید ہوگئے، اور حضرت اخرمؓ یکم صفر ۸ھ کو مدینہ واپس آئے۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مسجد اقصیٰ کی شناخت پر قادیانی حملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امت مسلمہ کے لئے تین مساجد اہم اور مقدس ترین درجہ رکھتی ہیں: مسجد الحرام، مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ۔قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے سفر معراج پر مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ لے جائے جانے کا تذکرہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ، مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار، اور مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ارشاد فرمایا ہے۔ مسجد الحرام کی موجودہ تعمیر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب کی، اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمائی، جب کہ مسجد نبوی شریف نسل ابراہیمی کے درِّ یتیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر فرمائی ہے۔ مسجد اقصیٰ کچھ وقت کے لئے مسلمانوں کا قبلہ رہی، جب کہ مسجد الحرام مستقل قبلہ وکعبہ ہے، اور مسجد نبوی شریف کے پہلو میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ اطہر ہونے کی بنا پر وہ جگہ مورَدِ رحمت الٰہی اور منبعِ انوارِ خداوندی ہے۔ان وجوہات کی بنا پر دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کے قلوب ان مقدس ترین مقامات کی محبت وعقیدت میں دھڑکتے ہیں اور وہ ان بقعاتِ نور کی ادنیٰ توہین پر ذہنی وقلبی اذیت میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

قادیانی فتنہ، جس نے روز اول سے اسلام کی ہر ہر شناخت پر حملہ کرکے اسے متنازع بنانے کی کوشش کی ہے اور اس کی ہر ہر اصطلاح کو چرا کر اپنے کفر وزندقہ پر چسپاں کرنا چاہا ہے، اپنے فتنہ پرور نظریے قادیانیت کو اسلام، مرزا غلام احمد قادیانی کی خرافات کے مجموعہ تذکرہ کو وحی والہام کا نام دیا، مرزا کے ساتھیوں کو صحابہ، اس کے گھر والوں کو اہل بیت، اس کی بیویوں کو امہات المومنین ٹھہرایا، زکوٰۃ کی جگہ سالانہ ٹیکس مقرر کیا، جہاد کو منسوخ قرار دیا، حج کی بجائے قادیان اور اب لندن کے سالانہ جلسے کو لازمی قرار دیا، قادیان وچناب نگر میں نام نہاد بہشتی مقبرہ بنایا، قادیان میں جعلی منارۃ المسیح قائم کیا، ’’مکہ ومدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوچکا ہے‘‘ جیسا کفریہ ہذیان بکا۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر ملک شام کے علاقے فلسطین کے دارالحکومت بیت

المقدس میں قائم مسجد اقصیٰ کی شناخت پر حملہ کردیا اور مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد کو قرار دیا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

’’مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے: ’’مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیه۔‘‘اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت ’’بارکنا حوله‘‘ کے مطابق ہے۔پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:’’سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد القصیٰ الذی بارکنا حوله۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص:۲۱، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۶ ص:۲۱ از مرزا قادیانی)، (ثبوت حاضر ہیں، ج:۳، ص:۹۵)

قادیان کی اس مسجد کو مسجد اقصیٰ قرار دینا کتنا بڑا دھوکا ہے، جب کہ حدیث نبوی میں ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: سب سے پہلے کس مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد الحرام، پھر پوچھا: اس کے بعد کون سی مسجد بنی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، پوچھا دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ گزرا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چالیس سال۔ (متفق علیہ)

قارئین ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ قادیانیت نے مسلمانوں کی ہر نسبتِ اسلام کو مشکوک ٹھہرانے کی مذموم کوشش کی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج فلسطینی مسلماں پر آگ وخون کی بارش برسانے والے دہشت گرد اسرائیل میں قادیانی موجود ہیں۔حیفہ شہر میں قادیانی اڈا قائم ہے، قادیانی کفر کا مبلغ وہاں دندناتا پھرتا ہے۔پاکستان جس کی بنیاد نظریہ اسلام پر رکھی گئی تھی، اور پاکستان کے پاسپورٹ پر اسرائیل کے سفر کی اجازت نہیں ہے، اس پاکستان کے دشمن قادیانی اسرائیل میں کس مقصد کے تحت موجود ہیں؟ ان کا ایجنڈا دین اسلام اور اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان کو کمزور کرنے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو شہیدؒ نے اپنے ایام اسیری میں جیل نگراں کرنل رفیع سے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی اثر ورسوخ قائم کرنے کے خواہاں ہیں جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے۔نظریہ پاکستان کے خالق علامہ محمد اقبالؒ تو بہت پہلے یہ حقیقت منکشف کرچکے تھے کہ قادیانیت، یہودیت کا چربہ ہے اور انہوں ہی نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے اس تاریخ ساز فیصلے اور علامہ محمد اقبالؒ کے مطالبے کی تکمیل کو اگلے سال ۷ ستمبر ۲۰۲۴ء کو پچاس سال پورے ہونے جارہے ہیں۔یہ تحفظ ختم نبوت کی گولڈن جوبلی کا ایمانی سنہری موقع ہے۔اس موقع پر عزم کریں کہ اگلے پچاس سالوں تک فتنۂ قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔عقیدۂ ختم نبوت کا پھریرا لہراتا رہے گا، شہدائے ختم نبوت کا خون رنگ لاکر رہے گا اور دجالی فتنہ نیست و نابود ہوگا، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت وناموس پر فدا اور فنا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین، بحرمة النبی الکریم!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسان عام طور پر اپنے بزرگوں سے جھک کر ملتا اور تواضع اختیار کرتا ہے، اکثر اس جھکاؤ اور بچھاؤ میں مذہب، زبان اور علاقہ کا فرق بھی رکاوٹ نہیں بنتا، اسی طرح انسان چھوٹوں اور بچوں کے ساتھ شفقت اور پیار سے پیش آتا ہے، اس میں بھی مذہب، علاقہ، زبان کا کوئی فرق نہیں ہوتا، یہ انسانی فطرت کا حصہ ہے، جیسے پھول کو دیکھ کر انسان کو اس کو دیکھنے اور سونگھنے کی رغبت ہوتی ہے؛ اسی طرح بچوں کو دیکھ کر دل میں شفقت کا جذبہ اُبھرتا ہے اور اس سے پیار کرنے کو دل چاہتا ہے، مگر انسان کے برتاؤ اور مزاج کا امتحان اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ ہو، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ اللہ نے اس کو اپنے ہم عمروں اور ہم عصروں کے مقابلہ بلند مقام و مرتبہ سے نواز دیا ہو، جو لوگ کم ظرف ہوتے ہیں، وہ ایسے مواقع کو اپنی بڑائی کے اظہار اور دوسروں کو نیچا دکھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ جہاں زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بہترین اُسوہ ہے؛ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں دوستوں کے ساتھ سلوک و برتاؤ کے سلسلہ میں بھی بہترین رہنمائی موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں سے محبت کا اظہار کرتے، ان کی خوبیوں کا اعتراف فرماتے، ان کے خصوصی وصف اور امتیازی مقام کو برسرِعام بیان کرتے، جیسے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اہل زمین میں میرے وزیر ہیں: ’’وأما وزیر ای من أھل الأرض فأبو بکر و عمر‘‘ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۳۶۸۰) حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ حیا کرنے والے ہیں: ’’أحیاھم عثمان‘‘ (کنز العمال، حدیث نمبر: ۳۳۱۲۱) حضرت علیؓ کے بارے میں ارشاد ہوا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے: ’’أنا مدینۃ العلم وعلی بابھا‘‘ (المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۱۱۰۶۱) حضرت زبیر بن عوامؓ کو اپنا حواری قرار دیا، (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث نمبر: ۲۶۹۱) حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو اپنا محرم راز بنایا، (صحیح بخاری، باب مناقب عمار و حذیفہ، حدیث نمبر: ۳۵۳۳) حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امین اُمت کہا، (صحیح بخاری، باب قصۃ اہل نجران، حدیث نمبر: ۴۱۳۱) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے بارے میں فرمایا کہ جو بات ان کو پسند ہے میں نے بھی اس کو اپنی اُمت کے لئے پسند کیا: ’’رضیت لأمتی ما رضی لھا ابن اُم عبد‘‘ (مستدرک حاکم: ۳/۳۱۷) اس طرح کے توقیر و احترام کے بہت سے الفاظ ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مختلف رفقاء کے لئے ارشاد فرمائے ہیں، اس سے سبق ملتا ہے کہ ایک مسلمان کے اندر اپنے ہم عصروں کی خوبیوں، صلاحیتوں اور کارناموں کے اعتراف کا جذبہ ہونا چاہئے؛ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس میں مبالغہ نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اشرف الانبیاء ہے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے بارے میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میری تعریف میں اس طرح کا مبالغہ نہیں کرنا، جو عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (صحیح بخاری، عن ابن عباس، باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم، حدیث نمبر: ۳۴۴۵)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفقاء سے گہرا رابطہ رکھتے تھے، ایسا تعلق ہوتا جیسے گھر کے افراد کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ ایسا دل موہ لینے والا ہوتا تھا کہ ہر ساتھی کو گمان ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت ان ہی سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک نسبتاً نوعمر صحابی حضرت عبداللہ بجلیؓ کا بیان ہے کہ آپ جب بھی ان کو دیکھتے تبسم فرماتے، یہاں تک کہ ان کو خیال ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو تمام صحابہ میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں؛ چنانچہ انھوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ ہی لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے، (کنز العمال: ۱۳/۱۲۳، حدیث نمبر: ۳۶۴۴۶) اسی دوستانہ رفاقت کا اثر تھا کہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہتے، حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے پاس سے گذر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

میرا ہاتھ تھام لیا، ہم دونوں چلے، یہاں تک کہ بعض ازواجِ مطہرات کے حجرہ کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ اندر چلے گئے، پردہ گرادیا، پھر مجھے حاضری کی اجازت دی، میں بھی اندر داخل ہوا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں، اور (روٹی) کے تین ٹکڑے لائے گئے، ایک ٹکڑا آپ ﷺ نے اپنے سامنے رکھا، ایک میرے سامنے، تیسرے کے دو حصے کردیئے، آدھا خود رکھا، آدھا مجھے عنایت فرمایا، پھر دریافت کیا: کوئی سالن بھی ہے؟ جواب ملا: نہیں، صرف سرکہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ تو سہی، یہ تو بہت اچھا سالن ہے۔

(مسلم، باب فضیلۃ الخل والتأدم بہ، حدیث نمبر: ۲۰۵۲)

اسی طرح آپ ﷺ بے تکلف اپنے رفقاء کی دعوت قبول فرماتے تھے، اگر دوسرے رفقاء بھوکے ہوں، تو جو بھی میسر ہوتا، ان میں سب کو شامل فرماتے، غزوۂ خندق کے موقع سے بڑی تنگی تھی، صحابہ فاقہ سے دوچار تھے، خود رسول اللہ ﷺ کی کیفیت بھی یہی تھی، اس موقع پر حضرت جابرؓ نے تنگی کے باوجود آپ ﷺ کے لئے تھوڑا سا کھانا بنایا، اور دعوت پیش کی، ان کا منشا تھا کہ صرف آپ ﷺ تشریف لائیں؛ لیکن آپ ﷺ نے تمام صحابہ کو دعوت دے دی، حضرت جابر اس صورت حال سے پریشان ہوگئے؛ لیکن اہلیہ نے اطمینان دلایا؛ کہ جب آپ ﷺ نے صورت حال سے واقف ہونے کے باوجود سبھوں کو دعوت دی ہے تو انشاء اللہ کمی نہیں ہوگی؛ چنانچہ یہی ہوا کہ آپ کی برکت سے تمام لوگوں نے سیر ہوکر کھایا۔

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر: ۳۰۳۹)

جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے، تو حضرت سلمان فارسیؓ نے آپ ﷺ کے سامنے رُطب کھجور پیش کی، جو وہاں کی عمدہ کھجور سمجھی جاتی تھی، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا: حضرت سلمان عرض کیا: یہ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے صدقہ ہے، ارشاد ہوا: اسے اُٹھالو؛ کیوں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے، حضرت سلمانؓ نے اُٹھالیا، اگلے دن پھر اسی طرح کھجور لائے، خدمت اقدس میں پیش کی، آپ نے آج بھی کھجور کے بارے میں دریافت فرمایا، کہنے لگے: یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: دسترخوان بچھاؤ؛ چنانچہ سب نے مل کر تناول کیا، (مسند احمد، عن بریدہ اسلمی، حدیث نمبر: ۲۲۹۹۷) دراصل حضرت سلمان فارسیؓ تورات کے بڑے عالم تھے اور وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کا دعویٰ نبوت صحیح ہے یا نہیں؛ کیوں کہ انبیاء صدقہ نہیں کھاتے ہیں، آپ ﷺ کے اپنے ساتھیوں کی ضیافت کرنے اور ان کے ہم طعام ہونے کے بہت سے واقعات حدیث وسیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

غرض کہ آپ ﷺ تمام معاملات میں ان کے ساتھ شریک رہتے تھے، تقریبات میں بھی، کھانے پینے میں بھی، خوشی اور غم میں بھی؛ اسی لئے آپ کا اپنے صحابہ سے بے حد قریبی تعلق تھا اور وہ آپ کو اس طرح ٹوٹ کر چاہتے تھے کہ گویا ایک شمع کے گرد پروانے ہوں، ابوسفیان نے مسلمان ہونے سے پہلے اس بات کا اعتراف کیا کہ جس طرح محمد (ﷺ) کے ساتھی ان سے محبت کرتے ہیں، میں نے کسی شخص کو دوسرے شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا: ’’ما رأیت من الناس أحد ایحب أحدا کحب أصحاب محمد محمداً‘‘ (سیرت ابن ہشام: ۲/۱۷۲)

باوجودیکہ آپ ﷺ کی زندگی خود قناعت کے ساتھ گذرتی اور کئی کئی وقت فاقہ کی نوبت آجاتی؛ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے ساتھیوں کی مالی اعانت کا بھی خیال رکھتے، کوئی تحفہ آتا تو اسے لوگوں میں تقسیم کردیتے، یہاں تک کہ رمضان المبارک میں آپ کا جودوسخا تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتا۔ (کنز العمال: ۶/۵۱۵) دوستوں کے ساتھ داد و دہش کا مختلف انداز اختیار فرماتے، حضرت جابر بن عبداللہؓ سفر میں آپ کے ساتھ تھے، ان کی اونٹنی بڑی سست رفتار تھی، آپ نے ان سے ڈنڈا لیا اور چند دفعہ اونٹنی کو ہلکے طور پر مارا، پھر کیا تھا اونٹنی اتنی تیز چلی کہ وہ آپ کی اونٹنی کے برابر میں چلنے لگی، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا وہ اونٹنی فروخت کریں گے؟ حضرت جابر نے پیش کش کی کہ آپ اسے ہدیتاً قبول فرمالیں؛ لیکن آپ نے اسے خرید کرنے پر ہی اصرار کیا، ایک درہم سے بات شروع ہوئی، آپ قیمت بڑھاتے چلے گئے، یہاں تک کہ چالیس درہم تک بات پہنچی، پھر مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے پیسے بھی ادا کردیئے اور اونٹنی بھی ہدیتاً واپس کردی، (مسلم، باب استحباب نکاح البکر، حدیث نمبر: ۷۱۵) ایک موقع پر حضرت عمرؓ سے ایک سامان خریدا، اور ان ہی کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو ہدیہ کردیا۔

(کنز العمال: ۴/۲۸۳)

یہ عطا کرنے کے مختلف طریقے تھے، اس کا نتیجہ تھا کہ آپ کے پاس کثرت سے مال غنیمت آتا، مختلف علاقوں کے محصولات آتے؛ لیکن کوئی چیز آپ کے پاس باقی نہیں رہتی، ایک دن چند درہم بچ گئے، تو آپ بے چین تھے، حضرت عائشہؓ نے آپ کی بے چینی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید کوئی تکلیف

ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں اس لئے بے قرار ہوں کہ کہیں اس حال میں میری موت نہ آجائے کہ یہ سکے میرے پاس موجود ہوں، (مسند حمیدی، حدیث نمبر: ۲۸۳، بخاری، حدیث نمبر: ۱۱۶۳)

خاص طور پر نومسلموں کا آپ اتنا گرانقدر تعاون فرماتے کہ خود انہیں بھی حیرت ہوئی، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسلام قبول کرنے کے لئے آپ ﷺ سے جو بھی مانگا جاتا، آپ ﷺ عطا فرمادیتے، ایک ایسے ہی صاحب آئے تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان موجود پوری بکریاں انھیں عطا فرمادیں، وہ جب اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو کہنے لگے: اے لوگو! اسلام قبول کرلو، محمد (ﷺ) اتنا عطا فرماتے ہیں کہ اپنے فقر وفاقہ کا بھی کوئی خوف نہیں کرتے۔ (مسلم، باب ماسئل رسول اللہ شیئاً قط الخ، حدیث نمبر: ۲۳۱۲)

دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کا ایک پہلو بے تکلفی ہے، اس بے تکلفی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ ساتھیوں سے مزاح بھی فرمایا کرتے تھے، اور آپ کی بے تکلفی کو دیکھتے ہوئے آپ کے رفقاء بھی آپ سے مزاح کرتے تھے، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ زاہر نام کے ایک صاحب دیہات سے آتے تھے اور دیہات کی چیزوں کا تحفہ آپ کو پیش کرتے تھے، پھر جب واپس ہونے لگتے تو آپ ان کو سامان واسباب دے کر رُخصت فرماتے تھے، آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: زاہرؓ ہمارے دیہاتی ساتھی ہیں اور ہم ان کے شہری ساتھی ہیں، رسول اللہ ﷺ ان سے بڑی محبت فرماتے تھے، وہ خوش شکل آدمی نہیں تھے، ایک دن جب وہ اپنا سامان بیچ رہے تھے، آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو پیچھے سے اس طرح اپنی گود میں لے لیا کہ وہ دیکھ نہ سکے، کہنے لگے: مجھے چھوڑ دو، یہ کون شخص ہے؟ پھر انھوں نے محسوس کرلیا کہ آپ ﷺ ہیں، آپ ﷺ فرمانے لگے: کون ہے جو اس غلام کو خرید لے؟ حضرت زاہرؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول تب تو آپ مجھے کھوٹا مال پائیں گے، ارشاد ہوا: لیکن تم اللہ کے پاس کھوٹے نہیں ہو، یا فرمایا: تم اللہ کے پاس بہت قیمتی ہو: ''لکن عند اللہ أنت غالي۔'' (مسند احمد عن انس، حدیث نمبر: ۱۲۶۶۹)

جیسا کہ عرض کیا گیا، آپ کی خوش اخلاقی اور بے تکلفی سے حوصلہ پا کر بعض دفعہ خود صحابہ بھی آپ ﷺ سے مزاح کرلیتے تھے، غزوۂ تبوک کے موقع سے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا: اندر آجاؤ، حضرت عوف ابن مالکؓ نے از راہ مزاح عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا پورا کا پورا آجاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: پورے پورے آجاؤ؛ چنانچہ عوف ابن مالکؓ اندر تشریف لائے، (ابوداؤد، باب ماجاء فی المزاح، حدیث نمبر: ۵۰۰۰) ایک بار آپ ﷺ نے حضرت صہیبؓ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھا؛ حالاں کہ ان کے آنکھ میں تکلیف تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری آنکھ میں تکلیف ہے، پھر بھی کھجور کھاتے ہو، حضرت صہیبؓ نے عرض کیا: جس طرف تکلیف نہیں ہے، اس طرف سے کھاتا ہوں، آپ ان کے اس بے ساختہ جواب پر ہنس پڑے۔ (مستدرک حاکم، باب ذکر مناقب صہیب، حدیث نمبر: ۵۳۰۳) لیکن مزاح میں بھی آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی تھی، جو حق اور سچائی کے خلاف ہو، آپ کے مزاح کرنے پر تعجب کرتے ہوئے بعض صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا: کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں؛ لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کہتا، جو حق اور سچائی کے خلاف ہو: ''اني لا أقول إلا حقا۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۴۸۱)

البتہ آپ کو یہ بات گوارا نہیں تھی کہ ہنسی مذاق تکلیف دہ اور اہانت آمیز ہوجائے، یا کسی کو اس بہانے سے دل آزار بات کہی جائے، عبد اللہؓ نام کے ایک صاحب تھے، جن کو لوگ غالباً مذاق سے حمار (گدھا) کہا کرتے تھے، یہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتے تھے، ایک دن اُن پر آپ کے حکم سے شراب پینے کی سزا جاری کی گئی، لوگوں میں سے ایک صاحب کہنے لگے: یہ کس قدر بار بار یہ حرکت کرتا ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہیں بھیجو، خدا کی قسم! جہاں تک مجھے معلوم ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، (بخاری، کتاب الحدود، حدیث نمبر: ۶۳۹۸) اسی طرح جب بھی آپ کے سامنے کوئی ایسی بات آتی، جس سے بے توقیری کا پہلو ظاہر ہوتا ہو تو آپ اس کی نفی فرماتے، ایک بار حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ مسواک توڑنے کے لئے ایک درخت پر چڑھے، ان کی پنڈلیاں بہت پتلی تھیں، ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے ہوا ان کو اُڑا لے جائے گی، لوگ ہنسنے لگے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیوں ہنستے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: ان کی پتلی پتلی پنڈلیوں کی وجہ سے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ کے ترازو میں ان کا وزن اُحد پہاڑ سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

(مسند احمد، عن عبد اللہ ابن مسعود، حدیث نمبر: ۳۹۹۱)

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة

زندگیاں صحابہؓ کی

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دینِ حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

یہ کون انتہائی صائب الرائے، سنجیدہ و باوقار اور معزز خاتون ہیں، جو ہزاروں مردوں پر بھاری ہیں؟ یہ کون شیر دل صحابیہ ہیں جنہوں نے اسلام میں سب سے پہلے کسی مشرک کو قتل کیا؟ یہ کون دُور اندیش خاتون ہیں جن کے ہاتھوں اس اولین شہسوار کی نشوونما ہوئی جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تلوار کو بے نیام کیا؟ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

مجد وشرف نے ہر طرف سے ان کا احاطہ کر رکھا تھا۔ ان کے والد تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ محترم، قریش کے لیڈر اور اس کے ہر دل عزیز سردار عبدالمطلب بن ہاشم، ان کی والدہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ ہالہ بنت وہب اور ان کے پہلے شوہر ابوسفیان بن حرب کے بھائی، حارث بن حرب، جن کا انتقال ہو چکا تھا ان کے دوسرے شوہر تھے دورِ جاہلیت میں عرب خواتین کی سردار اور پہلی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بھائی عوام بن خویلد اور ان کے بیٹے تھے حواریِ رسول، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس کے بعد شرف ایمان کے علاوہ مجد وشرف کا اور کون سا درجہ باقی رہ جاتا ہے، جس کے حصول کی تمنا کسی کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔

ان کے شوہر عوام بن خویلد کی وفات کے وقت ان کے صاحبزادے ’’زبیر‘‘ ایک کم سن بچے تھے۔ باپ کے انتقال کے بعد زبیر کی پرورش و پرداخت کی ساری ذمہ داری ان کی ماں حضرت صفیہؓ کے اوپر آن پڑی اور انہوں نے ان کی تعلیم وتربیت میں ان خطوط کو اپنے سامنے رکھا، جن پر آگے چل کر ان کے اندر سخت کوشی، جفاکشی اور شہ زوری وشہسواری کی صلاحیتوں کا ارتقا ہو۔ چنانچہ دوسرے بچگانہ کھیلوں کے بجائے وہ ان کو تیر اندازی اور کمانوں کی مرمت کا کھیل کھلایا کرتی تھیں۔ وہ ان کی تربیت کے معاملے میں اپنا رویہ نہایت سخت رکھتیں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی نرمی کو راہ دینے کی روادار نہ تھیں۔ وہ برابر ان کو خوفناک اور پُرخطر جگہوں میں داخل کرتیں اور جب ان کے اندر کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا جھجک محسوس کرتیں تو بڑی سخت مار مارتی تھیں، یہاں تک کہ ایک دفعہ زبیر کے ایک چچا نے اپنی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت صفیہ سے کہا کہ بچوں کو اس طرح بے دردی کے ساتھ نہیں مارا جاتا، تم تو بچے کو اس طرح مارتی ہو جس سے ماں کی مامتا اور پیار کے بجائے غیظ وغضب کا اظہار ہوتا ہے، لیکن انہوں نے اس احتجاج کو رد کرتے ہوئے کہا:

’’من قال قد اعضبته فقد كذب وانما اضربه لكي يلب ويهزم الجيش وياتي بالسلب۔‘‘

ترجمہ: ’’جس نے کہا کہ میں اس کے اوپر اپنے غصے کا اظہار کرتی ہوں، اس نے غلط کہا۔ میں تو اس کو صرف اس لئے مارتی ہوں کہ چالاک اور ہوشیار ہو جائے اور لشکر کو شکست دے کر مالِ غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔‘‘

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینِ حق ہدایت دے کر مبعوث

فرمایا، ان کو لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور ان کو اپنے اعزہ و اقربا سے اپنی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز کرنے کا حکم دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کے سارے مردوں، عورتوں، بڑوں اور چھوٹوں کو جمع کرکے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’یا فاطمة بنت محمد، یا صفیة بنت عبدالمطلب، یا بنی عبدالمطلب انی لا املک لکم من اللہ شیئا۔‘‘

ترجمہ: ’’اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب: اے آلِ عبدالمطلب! میں خدائے تعالیٰ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔‘‘

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کی دعوت دی تو کچھ لوگوں نے اس نورِ خداوندی کو قبول کرلیا اور کچھ لوگوں نے اس سے اعراض کیا، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا تصدیق کرنے والے اہلِ ایمان کے پہلے گروہ میں شامل تھیں اور اس وقت انہوں نے مجدوشرف کو ہر طرف سے سمیٹ لیا، ان کو نسبی شرافت کے ساتھ اسلام کا اعزاز بھی حاصل ہوگیا۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور ان کے نوجوان صاحبزادے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نکہت و نور کے اس قافلے میں شریک ہوگئے اور ان تمام شدائد و مصائب کا سامنا کیا جو کفارِ قریش کے ہاتھوں ’’السابقون الاولون‘‘ کو برداشت کرنے پڑے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کو ہجرت مدینہ کی اجازت دی تو دودمان ہاشم کی اس معزز خاتون نے مکہ کی اپنی تمام خوبصورت یادوں اور خاندانی وموروثی شرافتوں اور قابل فخر یادگاروں کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور خدا و رسول کے لئے ہجرت کی نیت سے صرف اپنے دین کو لے کر مدینہ کی جانب روانہ ہوگئیں۔

اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے جہاد کے مختلف میدانوں میں ایسے ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن کا ذکر اسلامی تاریخ ہمیشہ حیرت کے ساتھ کرتی رہے گی اور ان کی تعریف میں ہمارے مورخین برابر رطب اللسان رہیں گے۔ ہمارے لئے یہاں ان میں سے صرف دو کارناموں کا ذکر کافی ہے۔ ان میں سے پہلے کا تعلق غزوۂ اُحد اور دوسرے کا تعلق غزوۂ خندق سے ہے۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان خواتین کی ایک ٹولی میں شامل ہوکر مجاہدین کے لشکر کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلیں۔ اس موقع پر وہ پیاسوں کو پانی پلانے کے علاوہ تیروں کی درستی اور کمانوں کی اصلاح و مرمت کی خدمت بھی انجام دے رہی تھیں، اس کے علاوہ ان کا ایک خاص مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام جنگی کارروائیوں کا بچشم خود مشاہدہ کرسکیں اور اس میں تعجب کی کوئی گنجائش اس لئے نہیں ہے کہ خود ان کے بھتیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بھائی حضرت حمزہ ابن عبدالمطلبؓ اور بیٹے حضرت زبیر بن عوامؓ حواریٔ رسول بھی اس جنگ میں شریک تھے اور ان تمام باتوں سے بڑھ کر اور ہر چیز سے پہلے اس معرکے سے اس اسلام کا مستقبل وابستہ تھا، جس کو انہوں نے بہ رضا ورغبت قبول کیا تھا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ ایک قلیل تعداد کے علاوہ سارے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میدانِ جنگ میں تنہا چھوڑ کر منتشر ہوگئے اور قریب تھا کہ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ کر آپ کی زندگی کی شمع کو گُل کردیں، تو انہوں نے اپنا مشکیزہ زمین پر پھینک دیا اور اس بپھری ہوئی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑیں، جس کے بچوں پر حملہ کردیا گیا ہو، انہوں نے ایک بھاگتے ہوئے مسلمان کے ہاتھ سے اس کا نیزہ چھینا اور دشمن کی صفوں کو چیرتی، نیزے سے حملہ کرتے اور گرج کر یہ کہتی ہوئی آگے بڑھیں:

’’ویحکم انھزمتم عن رسول اللہ‘‘

ترجمہ: ’’تمہارا بُرا ہو، کیا تم لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہو؟‘‘

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آگے بڑھتے دیکھا تو آپ کو اس بات کا اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں ان کی نگاہیں اپنے بھائی حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی لاش پر نہ پڑ جائیں جو زمین پر پڑی ہوئی تھی اور مشرکین نے مثلہ کرکے اس کی شکل بُری طرح بگاڑ دی تھی۔ اس لئے ان کے بیٹے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’زبیر! اپنی ماں کو روکو، اُن کو ادھر نہ آنے دو۔‘‘ تو انہوں نے آگے بڑھ کر ان کو روکتے ہوئے کہا:

’’امی جان! پیچھے ہٹیے! ادھر نہ آیئے‘‘ مگر انہوں نے ان کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ’’پرے ہٹ جا!‘‘ تو حضرت زبیرؓ نے کہا:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ واپس لوٹ جائیں۔‘‘

’’مگر کیوں؟ مجھے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ میرے بھائی کی لاش کا مثلہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ تو خدا کی راہ میں ہوا ہے۔‘‘ انہوں نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’ان کا راستہ چھوڑ دو‘‘ اور وہ ان کے راستے سے ہٹ گئے۔

جنگ کے خاتمے پر جب انہوں نے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا ہے، کان اور ناک کاٹ لئے گئے ہیں اور چہرہ مسخ کر دیا گیا ہے تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ سب اللہ کی راہ میں ہے، میں اس کے فیصلے پر راضی ہوں۔ خدا کی قسم میں صبر کروں گی اور اسی سے اجر کی اُمید رکھوں گی۔‘‘

یہ تھا حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا وہ رول جو انہوں نے غزوۂ اُحد میں ادا کیا اور جو کردار انہوں نے جنگِ خندق کے موقع پر پیش کیا تھا، اس کی داستان بھی نہایت جرأت آفریں اور حیرت انگیز ہے جس کا تانا بانا ذہانت و ہوش مندی اور شجاعت و دور اندیشی نے مل کر تیار کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو اس اندیشے سے کہ کہیں کوئی غدار ان کے محافظوں کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر غداری پر آمادہ نہ ہوجائے، عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ قلعے میں رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ حسبِ معمول غزوۂ خندق کے موقع پر بھی آپ نے اپنی ازواج، اپنی پھوپھی اور کچھ دوسری مسلمان خواتین کو ان کی حفاظت کے پیش نظر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ایک قلعے میں جو ان کے آباؤ اجداد سے وراثت میں ان کو ملا تھا اور مدینے کے قلعوں میں سب سے محفوظ اور دشمن کی پہنچ سے بہت دور تھا، بھیج دیا۔

اس اثنا میں کہ مسلمان، قریش اور اس کے حلیف قبائل کے مقابلے میں خندق کے اطراف پہرہ دینے اور دشمن کے ساتھ جنگی مصروفیات کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کی حفاظت سے غافل ہوگئے تھے، حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے رات کے پچھلے پہر کی تاریکی میں ایک انسانی وجود کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس کی طرف اپنے کان لگائے اور اسے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی یہودی ہے جو قلعے کی طرف آرہا ہے۔ وہ قلعے کے حالات معلوم کرنے اور اس کے اندر موجود لوگوں کی ٹوہ لینے کے لئے اس کے گرد چکر لگانے لگا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فوراً سمجھ گئیں کہ یہ اپنی قوم کا جاسوس ہے یہ معلوم کرنے آیا ہے کہ آیا قلعے میں صرف عورتیں اور بچے ہی ہیں یا ان کے حفاظت کے لئے کچھ مرد بھی موجود ہیں۔ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کے بعد انہوں نے اپنے دل میں کہا:

’’بنو قریظہ کے یہودی یقیناً اس عہد کو توڑ کر جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تھا، مسلمانوں کے خلاف قریش اور ان کے حلیفوں کی مدد پر آمادہ ہوچکے ہیں اور ہمارے اور ان غداروں کے درمیان ایک بھی مسلمان نہیں ہے جو ان کے مقابلے میں ہماری مدافعت کرسکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی اہل ایمان دشمن کے سامنے سینہ سپر ہیں۔ ایسی صورت میں اگر یہ اللہ کا دشمن ہماری صحیح صورت حال اپنی قوم کے پاس پہنچانے میں کامیاب ہوگیا تو یہودی مسلمان عورتوں کو گرفتار کرلیں گے اور بچوں کو غلام بنالیں گے اور یہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مصیبت ہوگی۔‘‘

اس وقت انہوں نے اپنے دوپٹے کو اچھی طرح سر پر لپیٹا، کپڑوں کو کمر سے کس کر باندھا، کندھے پر خیمے کا ایک ستون رکھا اور قلعے کے دروازے کی طرف اتر گئیں۔ پھر نہایت آہستگی اور پوری احتیاط کے ساتھ اسے کھولا اور ہوشیاری کے ساتھ دروازے کے شگاف سے اس کا انتظار کرنے لگیں، جب وہ ایسی پوزیشن میں آگیا جہاں ان کے لئے اس پر قابو پالینے کا پختہ یقین ہوگیا تو انہوں نے پوری ہوشیاری کے ساتھ اس کے اوپر حملہ کیا اور اس کے سر پر ستون سے ایک بھرپور وار کر کے اسے زمین بوس کر دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے مسلسل کئی ضربیں لگا کر اسے ٹھنڈا کر دیا، پھر خنجر نکال کر اس کے سر کو تن سے جدا کیا اور اس کو بلندی سے نیچے پھینک دیا جو قلعے کے دامن میں لڑھکتا ہوا ان یہودیوں کے سامنے جا کر رُک گیا جو نیچے اس کا انتظار کر رہے تھے، جب انہوں نے اپنے ساتھی کے کٹے ہوئے سر کو دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا: ’’ہم جانتے

تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عورتوں اور بچوں کو ان کے محافظوں کے بغیر چھوڑنے والے نہیں ہیں۔“

پھر وہ واپس لوٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب سے راضی ہو۔انہوں نے مسلمان عورتوں کے لئے انوکھی مثالیں قائم کی ہیں۔انہوں نے اکلوتے بیٹے کی بہترین تربیت کی، اپنے حقیقی بھائی کی موت کا صدمہ بڑی خندہ پیشانی اور صبر وضبط کے ساتھ برداشت کیا اور شدائد وآلام نے بار باران کی آزمائش کی مگر ہر بار انہیں ایک دُور اندیش، عقلمند اور بہادر عورت پایا۔پھر تاریخ نے اپنے بہترین صفات میں ان کے متعلق لکھا:

”ان صفیۃ بنت عبدالمطلب کانت اول امراۃ قتلت مشرکاًفی الاسلام۔“

ترجمہ:”حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اسلام کی پہلی خاتون تھیں، جنہوں نے ایک مشرک کو قتل کیا۔“☆☆☆

تبصرۂ کتب (نوٹ:تبصرہ کے لئے دوکتابوں کا آنا ضروری ہے)

کتاب کا نام:تحریک ختم نبوت منزل بمنزل....اسیرانِ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء (جلد پنجم)،ضخامت:۴۴۸ صفحات،مرتبہ:مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں، بی بی سی رپورٹ میں قادیانیوں کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنے،ظفر اللہ خان قادیانی کا جہانگیر پارک کراچی میں اسلام کو مردہ مذہب اور قادیانیت کو زندہ مذہب قرار دینے کے خلاف ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔اس وقت کے ناعاقبت اندیش حکمرانوں نے بزور شمشیر تحریک کو کچلنے اور قادیانیت کو بچانے کی ٹھان لی۔چنانچہ اس وقت کے ہلاکو خانوں نے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو خاک وخون میں تڑپاتے ہوئے تحریک کو کچل دیا۔محتاط اندازہ کے مطابق دس ہزار مسلمانوں کو قادیانیت کی بھینٹ چڑھادیا گیا۔تمام قائدین گرفتار کرلئے گئے۔جیلوں میں علمائے کرام اور مشائخ عظام سے انسانیت سوز سلوک کئے گئے۔

اللہ پاک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ”تحریک ختم نبوت منزل بمنزل جلد چہارم“ میں تحریک کے پس منظر، مطالبات، گرفتاریوں، شہادتوں کی تفصیلات بیان کیں۔زیر تبصرہ جلد پنجم میں ان حضرات کی ایمان افروز داستانیں ہیں جو ۱۹۵۳ء میں چنگیزوں کے مظالم کی بھینٹ چڑھے۔

وہ عظیم علماء کرام، مشائخ عظام جن کی عظیم الشان قربانیوں نے خیر القرون کی قربانیوں کی یاد تازہ کردی۔وہ مجاہدین ختم نبوت جن کی ولولہ انگیز یادداشتیں پڑھ کر حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کی عظیم الشان قربانیاں یاد آجاتی ہیں۔۵۳ حضرات کی ایمان افروز حالات قلمبند کئے گئے۔ان میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا تاج محمود، مولانا مفتی محمود، مولانا محمد حیات، بریلوی مکتب فکر کے عظیم خطیب مولانا صاحبزادہ سید افتخار الحسن فیصل آباد، مولانا عبدالستار خان نیازی، سندھ کی مشہور علمی و روحانی شخصیت حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف، شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مجاہدانہ کارناموں کا مطالعہ فرمائے۔

ملنے کا پتے: قاضی احسان احمد اکیڈمی شجاع آبادی، جامع مسجد علی خان پشاور، جامع مسجد رحمے شاہ نوشہرہ، مجلس کے تمام دفاتر سے دستیاب ہے۔

ختم نبوت کانفرنس کڑیوگھنور تحصیل گولارچی ضلع بدین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے زیر اہتمام ۱۵؍نومبر ۲۰۲۳ء بروز بدھ بعد نماز مغرب ختم نبوت کانفرنس رحمانیہ مسجد کڑیوگھنورسٹی میں منعقد ہوئی۔جس کی صدارت حضرت مولانا سائیں محمد صالح الحداد مدظلہ، سرپرستی حضرت حافظ عبدالواحد کھٹی اور نگرانی مولانا محمد حنیف سیال نے کی۔نقابت کے فرائض راقم محمد حنیف سیال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین نے انجام دیئے۔تلاوت اسلم قمبرانی اور ہدیہ نعت نور احمد گرگیز نے پیش کیا۔بیانات مناظر ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان، حضرت مولانا غلام حسین میمن، حضرت مولانا محمد عظیم گھمن اور راقم نے کئے۔حضرت مولانا محمد صالح الحداد مدظلہ کے دعائیہ کلمات سے اس بابرکت کانفرنس کا اختتام ہوا۔

نئی نسل کی تربیت، تعلیم وتزکیہ

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی

تمام مخلوقات میں انسان کی تربیت سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ انسان ہی روئے زمین کا واحد فرد ہے جس پر زمین کی صلاح وفساد کا انحصار ہے۔ اس انسان کو اللہ نے ارادہ واختیار کا مالک بنا کر دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز بنایا اور اُس کو خیر وشر، نیکی وبھلائی کی راہ دکھانے کے لئے کتاب بھی دی اور انبیاء کرام کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ انسان کی نسلوں کو اسی اعتبار سے تربیت کے لمبے عرصہ اور مرحلوں سے گذارنے کی تلقین اور تعلیم تمام ادیان میں اور تہذیبوں میں ملتی ہے۔ کیونکہ اس انسان کے اعمال پر اس دنیا میں امن یا فساد، نیکی یا برائی، محبت یا نفرت کا دارومدار ہے۔ انسانوں کے لئے اللہ کی طرف سے ازلی ابدی سلسلہ ہدایت کی آخری کڑی قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس عظیم ذمہ داری کی اہمیت اور اس کے طریقہ کار کے لئے رہنمائی فرمائی کہ انسان کس طرح اپنی آنے والی نسلوں کو خود ان کے لئے اور تمام انسانیت کے لئے مفید اور باعث خیر بنائے۔ اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پر ایک سرسری نظر بھی ڈالیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ نئی نسل کی پرورش اور تربیت وتعلیم کے لئے ربّ کائنات نے اپنے بندوں کو کتنا آمادہ کیا ہے۔

بعض علماء نے اس لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآنی تعلیمات کی رو سے تو بچہ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ نے اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی کے اہتمام کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام سے اس سلسلہ میں جو دعائیں منقول ہیں اس میں یہ تلقین کی گئی کہ صرف اولاد کی دعا نہ مانگیں بلکہ نیک، قلب سلیم، عظیم حلیم کی دعا مانگیں۔ عام مومنین کو دعا کی تلقین کی گئی کہ یہ دعا مانگیں:

”اے اللہ! ہمیں اپنی بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔“ (الفرقان:۷۴)

اس سلسلہ میں اگر ہم مزید غور کریں تو ہمیں متعدد ایسی تعلیمات اور ترغیبات ملتی ہیں جن میں ایسے ذرائع اختیار کرنے کو کہا گیا ہے جن کے نتیجہ میں ایک نیک اور خداشناس وخداپرست نسل وجود میں آئے۔ نکاح سے قبل ہی اس بات کی ترغیب دی گئی کہ مال و جمال کے بجائے کمال کی بنا پر شریک حیات کا انتخاب کیا جائے۔ پھر نکاح کے موقع پر مبارکباد کے طور پر دی جانے والی دعا میں بھی یہی روح کارفرما ہے فرمایا گیا کہ دعا کے طور پر ان الفاظ کو ادا کرو:

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تم دونوں میں برکت عطا فرمائے اور تمہیں خیر پر جمع کرے۔“ اور آگے بڑھیں تو بتایا گیا کہ ہمبستری سے قبل دعا پڑھیں:

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم دونوں کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ فرما اور اسے بھی جو اس عمل کے نتیجہ میں وجود میں آئے۔“ (حدیث بخاری ومسلم)

پھر لقمہ حلال کی تلقین فرمائی گئی اور حرام خون سے پرورش پانے والی اولاد سے کسی خیر و بھلائی کی توقع نہ رکھنے کی بھی وعید سنائی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں مرحلہ وار نئی نسل کی تعلیم وتربیت سے متعلق فرمایا گیا کہ:

۱:...اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ (القرآن)

۲:... بچوں سے جدا نہ رہو انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔ (حدیث نبوی)

۳:... کسی بھی بیٹے کو اپنے والد سے حسن ادب سے بہتر کوئی وراثت نہیں ملتی۔ (حدیث نبوی)

۴:...اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ، پھر انہیں تعلیم دو۔ (حضرت عمرؓ)

۵:...ادب آباؤ اجداد کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اور نیکی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

۶:...اپنے بچوں کو معزز بناؤ اور انہیں عمدہ آداب کی تعلیم دو۔ (امام محمد بن سیرینؒ)

۷:...جو شخص بچپن میں اپنے بچوں کو ادب

سکھاتا ہے وہ بچہ بڑا ہو کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

۸:... بچپن میں ادب سکھانے کا فائدہ ہے بڑی عمر میں ادب سکھانا ایسا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا، وہ ٹوٹ جائے گی مگر سیدھی نہیں ہو گی۔

۹:... جسے والدین ادب نہ سکھائیں اسے زمانہ ادب سکھا دیتا ہے۔

۱۰:... اپنے بچوں کی تین باتوں پر تربیت کرو، (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر، (۲) اہل بیت کی محبت پر، (۳) قرآن کریم کی تلاوت پر۔

۱۱:... اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑ سواری سکھاؤ۔ (حدیث نبوی)

۱۲:... علامہ ابن خلدون اس بابت فرماتے ہیں کہ: ’’بچوں کو قرآن کی تعلیم شعائر اسلام میں سے ہے، پھر امت نے ہر دور میں اس پر عمل کیا ہے۔‘‘ (اولاد کی تربیت: قرآن وحدیث کی روشنی میں از احمد خلیل جمعہ)

تربیت اور تعلیم کا سلسلہ جو ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے اگلا مرحلہ گھر اور مکتب اور پھر معاشرہ کا ماحول ہوتا ہے۔ اگر ہم اس تعلق سے شریعت کی رہنمائی پر غور کریں کہ کس طرح وہ آداب اور اخلاق سے پر اور بداخلاقی، فحش و منکرات سے پاک معاشرہ کی تعمیر پر زور دیتا ہے بلکہ ایسے معاشرہ کی تعمیر کا قیام امت مسلمہ کے اجتماعی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اور فریضہ قرار دیا گیا۔ پھر یہ کام محض ایک ثواب کا کام نہیں بلکہ ضروری امر قرار دیا گیا۔ یہ اہمیت بالکل فطری ہے کیونکہ تمام مخلوقات میں انسان ہی ایسی مخلوق ہے جن کی پیدائش، ذہنی جسمانی نشوونما کا اتنا لمبا عرصہ ہوتا ہے۔ اور اس عرصہ کے ہر مرحلہ میں الگ الگ عوامل نئی نسل کی تربیت وتعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بچپن میں ماں، پھر گھر کا ماحول، پھر اسکول مکتب اور معاشرہ اور ذرائع ابلاغ۔ اگر ہم اپنی نئی نسل کے تعلق سے اپنی ذمہ داری کو اس آیت کی روشنی میں سمجھتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ: ’’بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے۔‘‘ (التحریم)

تو ہمیں اپنے رویہ کا بے لاگ، منصفانہ جائزہ لینا ہوگا۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی دعاء کا ذکر ہے کہ:

ترجمہ: ’’اے ہمارے رب! ان لوگوں میں خود انہیں کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔‘‘ (البقرہ:۳۴)

اس دعا کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ’’درحقیقت اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا ہے جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب ودانائی کی تعلیم دیتا ہے۔‘‘ (آل عمران:۱۶۴)

یہی مضمون سورہ الجمعہ آیت ۲ میں بھی وارد ہوا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آج ہم نے اپنی نئی نسل کی تربیت وتعلیم کا کام کسے سونپ رکھا ہے؟ ماؤں کے معمولات ومشغولیات کیا ہیں؟ خود انہیں دین اور اپنی ذمہ داری کا کتنا شعور ہے؟ گھروں میں T.V اور Cable کی بدولت کیا ماحول ہے؟ اسکولوں میں استانیوں کے حالات اور نصاب کیسے ہیں اور سب سے بڑھ کر معاشرہ میں شیطانی طاقتوں، بے حیائی، بدتمیزی، بے ادبی (آزادی) اور بے انصافی کا کیا ماحول ہے؟ اب ایسے میں بویا پیڑ ببول کا تو آم کہاں سے پائے؟ کے علاوہ ہم کس نتیجہ کے مستحق ہیں۔ کل ملا کر مادّہ پرستی اور آخرت فراموشی وخدا بیزاری کا جو ماحول ہے وہ ہم پہلے دن سے ہی بچہ کے شعور و لاشعور میں بٹھاتے ہیں اور صرف بڑا آدمی ’’ڈاکٹر، انجینئر‘‘ (کامیاب) آدمی بننے کی منزل اور مراد اس کے سامنے رکھتے ہیں حالانکہ اس میں تھوڑی سی تبدیلی ہم اگر اپنی فکر میں کر کے اسے قرآنی بنالیں اور ’’نیک بڑا آدمی، نیک ڈاکٹر، نیک کامیاب آدمی‘‘ کی خواہش خود بھی کریں اور نئی نسل کے سامنے بھی اسی کو حاصل کرنے کی منزل بنائیں تو ہمارا رویہ بھی بدلے گا اور اولاد کا بھی اور پورے معاشرہ میں تبدیلی بھی آئے گی اور آج Generation gap نسلوں کے درمیان فاصلہ کا جو مسئلہ ہے وہ بھی بخوبی حل ہو سکے گا۔ یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اس کے تقاضے بھی اتنے ہی سنگین ہیں اور ہماری اوّلین ترجیح میں شامل ہونے ضروری ہیں۔ دنیا بھر میں آج کل جو فکری، اخلاقی، اعمالی گمراہی عام ہے اُس کے باعث کام دن بدن مشکل ہوتا جا رہا ہے اور طرہ یہ کہ آج کی غالب تہذیب آزادی اور ’’کامیابی‘‘ کے نام پر جو بے لگامی اور بدتمیزی اور اخلاق واصول کی پامالی کا سبق دن رات پڑھا رہی ہے اس کے خطرناک، تکلیف دہ نتائج بھی ہم کو ہی بھگتنے ہوتے ہیں۔

نئی نسل کی ذہن سازی اور کردار سازی

پیدائش کے وقت سے ہی نومولود کے ایک کان میں تکبیر اور دوسرے میں اقامت کے ذریعہ شروع ہوجاتی ہے۔اُس کے لئے کوئی بھی لمحہ سیکھنے کے عمل سے چاہے وہ شعوری ہو یالاشعوری خالی نہیں رہتا۔اس لئے ہر وقت اور ہر لمحہ میں چوکنا رہنا ضروری ہے۔توجہ طلب یہ ہے کہ موسم سرما کی تعطیلات قریب ہیں، کچھ مہینوں بعد موسم گرما کی تعطیلات کا زمانہ آئے گا۔اس فرصت کا بہترین استعمال دینی دنیاوی کامیابی کے لئے کیسے ہوسکتا ہے،اس پر غور کرنا اور عمل کرنا بہت مفید رہے گا۔

یوں تو ملک کے طول وعرض میں اس طرح کا تجربہ عرصہ سے جاری ہے اور مغربی ممالک میں تو نئی نسل میں دین کی منتقلی کا کام اسی نظام کا مرہون منت ہے۔ جس کے تحت وہ شبینہ کلاسیز یا ’’تعطیلاتی کورسز‘‘ کا اہتمام کرتے ہیں۔ درج ذیل میں اس کا ایک بنیادی خاکہ پیش خدمت ہے اپنے تجربات اور ضروریات کی روشنی میں اس میں حذف واضافہ کیا جاسکتا ہے:

(۱) دینیات: قرآن ناظرہ کی ابتدا یا اس کی تصحیح،کم سے کم عم پارہ کی آخری ۲۰ سورتوں کا ترجمہ وتفسیر۔

(۲) ایمانیات: ایمان مجمل، مفصل، مسائل طہارت و وضو، روز مرّہ کے حرام وحلال کے مسائل۔

(۳) نماز:مسائل واذکارنماز۔

(۴) تاریخ اسلام: اشاعت اسلام اور اسلامی تہذیب وعلوم فنون کی تاریخ مختصر، نیز اسلام پراعتراضات کے جوابات۔

(۵) اردو۔

(۶) اسلامی آداب۔

(۷) معلومات عامہ، اسلامی معلومات عامہ۔

اس کے علاوہ انگلش بول چال، حساب، فزکس،کیمسٹری اور کامرس جیسے مضامین میں کمزور طلبا کے لئے ایک پیریڈ مختص کیا جاسکتا ہے۔کبھی کبھار (مہینہ میں ایک یا دو لیکچر) شخصیت کے ارتقاء devlopment Personality اور تعلیمی و پیشہ ورانہ رہنمائی Educational Career guidance کے لئے مختص کرنا بھی بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔مختلف موضوعات پر شرکا کی فی البدیہ تقاریر سے بہت دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ان تمام موضوعات پر مفید اور مختصر کتابیں موجود ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جانا چاہئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تاکیدی حدیث پر بات ختم کرتا ہوں کہ:’’تم میں ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔‘‘اس سوال کے جواب کی تیاری کا زمانہ ابھی ہی ہے۔☆☆

سیالکوٹ میں قادیانیوں کا قبول اسلام

ڈسکہ، سیالکوٹ..... گاؤں وتحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کی مغل برادری سے تعلق رکھنے والے آٹھ افراد قادیانیت سے تائب ہوئے، اسلام قبول کرتے ہوئے آقائے دوجہاں، خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لے آئے۔

مرکزی جامع مسجد میں مولانا محمد مسیب (خطیب مسجد ہذا) نے مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ مولانا فقیر اللہ اختر کی زیر سرپرستی ایمان پرور تقریب کا انعقاد کیا۔تقریب کے مہمان خصوصی تحصیل ڈسکہ کے ممتاز عالم دین مفتی محمود الحسن اور مولانا صاحبزادہ حماد انذر قاسمی (ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ) تھے۔

تقریب میں علاقہ کے علماء کرام میں مفتی عبیداللہ، مولانا تصور، مولانا محمد اشرف، مولانا غلام اللہ، مولانا سمیع اللہ و دیگر کے ساتھ ساتھ معززین علاقہ جناب قیصر فراز، جناب سجاد احمد گورائیہ (اسسٹنٹ سب انسپکٹر ایف آئی اے)، جناب فیضان گورائیہ اور جامع مسجد کے نمازیوں نے شرکت کی۔

اسلام قبول کرنے والے قادیانیوں میں محمد یاسر بمعہ اہلیہ، محمد راشد بمعہ اہلیہ، محمد فیصل، محمد حنان اور والدہ اور ہمشیرہ شامل ہیں۔ یہ خاندان تین نسلوں سے قادیانی تھا۔قادیانیوں کا اسلام قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق کے ساتھ ساتھ مفتی محمود الحسن، مولانا احسان الحسینی اور جناب قیصر فراز کی خصوصی کوششوں اور محنت کا نتیجہ ہے۔فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(رپورٹ:اویس احمد فاروقی)

صہیونیت اور اسرائیل

تاریخی پس منظر

دوسری قسط

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ان کی سلطنت اس عروج تک پہنچی جس کی آپ علیہ السلام نے دعا کی تھی: ’’رب ھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی‘‘ یا اللہ! مجھے ایسی حکومت دے جیسی میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ چنانچہ پھر ایسی حکومت کسی کو نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو انسانوں، جنوں، جانوروں، چرند پرند، ہوا، سمندر الغرض تمام موجود مخلوقات پر حکومت اور سلطنت عطا کی، سب پر کنٹرول عطا کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا نام ’’اسرائیل‘‘ تھا۔ آپ نے اپنے جدِامجد حضرت یعقوب علیہ السلام کے لقب اسرائیل پر سلطنت کا نام رکھا۔ وہ اسرائیل اپنے زمانے کی دنیا کی عظیم سلطنت تھی۔

یہود کا ہدف عظیم تر اسرائیل:

آج یہودی جو اسرائیل کی بات کرتے ہیں تو ان کا ہدف وہی عظیم تر اسرائیل ہے۔ ۱۹۴۸ء میں اسرائیلی ریاست قائم ہوئی جواب تک مسلسل چل رہی ہے۔ ان کے ایجنڈے کے مطابق ان کے اہداف میں یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں اسرائیلی ریاست جہاں تک تھی ہم نے اسرائیل کی ریاست کو وہاں تک پہنچانا ہے۔ یہودی اس عزم کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں۔

گریٹر اسرائیل کے نام سے اس کا نقشہ نیٹ پر موجود ہے۔ اس نقشے میں مصر، عراق، اردن، سوڈان، فلسطین اور شام اور آدھا سعودی عرب شامل ہے۔ گریٹر اسرائیل کی حدود مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ہے۔ مکہ مکرمہ اس میں شامل نہیں ہے، مدینہ منورہ شامل ہے۔ یہود کا کہنا ہے کہ مدینہ مسلمانوں نے ہم سے چھینا تھا، خیبر سے بھی ہمیں جبراً نکالا گیا تھا۔ اس لئے خیبر اور مدینہ ہمارا ہے جو کہ اسرائیل کا حصہ ہے۔ وہ ہمارے علاقے ہیں، اس لئے ہم وہ علاقے واپس لیں گے۔ ہم نے سلیمان علیہ السلام کے دور کی ریاست دوبارہ بحال کرنی ہے اور وہاں تک جانا ہے، جہاں تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت عروج پر پہنچ کر پھر زوال کا شکار ہوئی۔ یہودیوں پر زوال کے تین دور گزرے ہیں۔

بخت نصر کا فلسطین پر قبضہ:

بابل جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے، عراق میں واقع ہے۔ موجودہ بغداد سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر بابل کے کھنڈرات ہیں۔ بابل بہت بڑی سلطنت اور بہت بڑی تہذیب کا مرکز رہا ہے۔ اس پر بڑے بڑے طاقتور حکمران آتے رہے ہیں۔ بابل کو ایک طویل عرصہ نسل در نسل دنیا کے حکمران دارالحکومت کی پوزیشن حاصل رہی ہے۔ ایک زمانے میں بابل کی تہذیب دنیا کی سب سے بڑی تہذیب سمجھی جاتی تھی اور بابل کے حکمران دنیا کے سب سے بڑے حکمران تصور ہوتے تھے۔ اس کو صدیوں تک دنیا میں وہ حیثیت حاصل رہی ہے جو آج واشنگٹن کو حاصل ہے۔ وہاں کا حکمران بخت نصر تھا، جسے بائبل ’’بنو قدنضر‘‘ کہتی ہے۔ اسرائیلی تاریخی روایات کی بنا پر ہماری روایات میں بخت نصر کا ذکر آتا ہے۔

بخت نصر بڑا باجبروت حکمران تھا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت سے پہلے کے دور میں بنی اسرائیل پر حملہ کیا، ان کو شکست دی اور بیت المقدس پر قبضہ کر کے بیت المقدس کو تاراج کر دیا، بالکل بلڈوز کر دیا، اکھاڑ کر پھینک دیا۔ جو وہاں یہودی موجود تھے، ان کو قتل کر دیا۔ جو زندہ تھے، انہیں گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ بیت المقدس کی پوری بستی یروشلم ایک عرصے تک سوائے کھنڈرات کے کچھ نہیں تھا، ویرانہ کھنڈر بنی رہی۔

حضرت عزیر علیہ السلام (بائبل انہیں عزرایا کے نام سے یاد کرتی ہے) کا جو واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے: ’’او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا‘‘ وہ یروشلم شہر

کے بارے میں ہی ہے۔قرآن مجید نے ساری تاریخ بیان کی ہے۔سارے مراحل بیان کئے ہیں،لیکن ہم اس حوالے سے قرآن مجید پڑھتے نہیں ہیں۔

عراق اورایران کی کشمکش اس زمانے میں بھی تھی۔ اس وقت ایرانی حکمران سائرس منصف مزاج حکمران تھا۔اس نے بخت نصر کی تباہی کے بعدان کی دوبارہ آبادکاری میں مدد کی ہے۔ چنانچہ یہ سب پھر آباد ہوا۔ بنی اسرائیل نے ایرانیوں اورسائرس کی مدد سے بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو ازسرنوتعمیر کیا۔ بنی اسرائیل وہاں دوبارہ آباد ہوئے اور پھر بنی اسرائیل پر عروج کا ایک دورآیا۔

یہود کی تاریخ نسلی طور پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے،سلطنت کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام سے اورسسٹم،نظام اورشریعت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اورحضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔

یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یہود کا دور رہا۔ہم یہود کا جائز دورتورات کے نزول حضرت یحییٰ علیہ السلام تک شمار کرتے ہیں۔اس دور میں یہودی اہل حق تھے۔جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت کیا تو ان کا انکار کرکے یہودی اہل حق کے دائرے سے نکلے۔ یہاں سے یہودیوں میں تفرقہ پیدا ہوا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت کے بعدجنہوں نے ان کو نبی ماننے سے انکارکیا وہ یہودی رہے اورجنہوں نے ان کونبی مان لیاوہ عیسائی کہلائے۔ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مان لیا اورایک گروہ نے انکار کردیا۔ انکار کرنے والوں کی اکثریت تھی،کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جوحوارین کہلاتے ہیں۔

روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ بنی اسرائیل کے پہلے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں جوخود اسرائیل تھے اور بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ بنی اسرائیل میں تین آسمانی کتابیں آئی ہیں:’’تورات، زبوراور انجیل۔‘‘بنی اسرائیل کے انبیاءکرام کی تعدادتین ہزاراوربعض روایات میں چار ہزارآتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا گلشن آباد کردیا تھا،نبیوں کی بہار لگادی تھی کہ باپ بھی نبی، بیٹا بھی نبی، بھائی بھی نبی،چچا بھی نبی۔

حضرت زکریا علیہ السلام اورحضرت یحییٰ علیہ السلام کا دورتھا،تو وہ بنی اسرائیل کے امام تھے اور بیت المقدس کی مجاورت اور سیادت و قیادت ان کے ہاتھ میں تھی۔اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے،ان کونبوت ملی تو یہودیوں نے نہ صرف یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر ماننے سے انکار کردیا، بلکہ نعوذباللہ!ایک حلال زادہ انسان ماننے سے بھی انکار کردیا۔

یہودیوں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک لمبی تاریخ ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے انہیں قتل کردیا تھا،سولی پر چڑھادیا تھا۔عیسائیوں کاعقیدہ یہ ہے کی حضرت عیسیٰ سولی پر چڑھ گئے تھے،تین دن قبر میں رہے،پھردوبارہ زندہ کرکے آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ جب کہ مسلمانوں کو عقیدہ یہ ہے:’’وما قتلوہ وما صلبوہ‘‘ کہ نہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوقتل کرسکے اور نہ سولی چڑھاسکے:’’بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا۔آپ علیہ السلام نہ سولی چڑھے،نہ قتل ہوئے،نہ موت آئی،نہ قبر میں گئے، ویسے ہی زندہ آسمانوں پر اٹھالئے گئے،جہاں زندہ سلامت موجود ہیں اور قیامت کےقریب نازل ہوں گے۔

طیطس رومی کے ہاتھوں یروشلم کی تباہی:

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئےتو پھرآپ کے حواریوں کے ذریعے عیسائی مذہب پھیلا۔ روم کے حکمران عیسائی ہوئے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے پون صدی بعدرومی حکمران طیطس رومی نے ایک دفعہ پھریہودیوں پر، یروشلم اوربیت المقدس پرحملہ کیا اورایک دفعہ پھر بیت المقدس اجڑ گیا۔اس نے بھی یہی کیا کہ سب یہودیوں کوقتل کردیا، بیت المقدس کو بلڈوزکردیا، جڑوں سے اکھاڑ دیا اور چٹیل میدان کردیا۔ جو یہودی بچ گئے ان کو وہاں سے نکال دیا اوران کے داخلے پر پابندی لگادی۔ چنانچہ یہودی دنیا میں تتر بتر ہوگئے اور بیت المقدس عیسائیوں کے قبضے میں آگیا۔ طیطس رومی کے حملے کے بعد سے ۱۹۴۵ءتک یہودیوں کودنیا میں کہیں بھی ریاست نصیب نہیں ہوئی۔ اس دوران ان کی کیفیت یہ رہی کہ دنیا بھر میں بکھرے ہوئے تھے، کہیں ان کی اجتماعیت نہیں تھی۔بعض جگہوں پر یہودی طاقتور تھے،لیکن ان کا اقتداراورریاست نہیں تھی۔

۶۳۸ء میں بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ:

اس کے بعد بیت المقدس حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی تحویل میں آیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں فلسطین فتح ہوا تھا۔ فاتح فلسطین حضرت ابوعبیدہ عمرو بن الجراحؓ ہیں۔ مسلمانوں نے عیسائیوں سے بیت المقدس کا قبضہ لیا ہے۔ عیسائیوں نے ہی صلیبی جنگوں میں ہمیں شکست دے کر بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کرلیا تھا۔ جس کے بعد تقریباً ایک صدی تک عیسائیوں کا قبضہ رہا۔ پھر صلاح الدین ایوبیؒ نے مسلسل جنگوں کے ذریعے بیت المقدس کو دوبارہ عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کروایا۔

بیت المقدس سے متعلق مسلمانوں کی اگلی کشمکش یہودیوں کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ عیسائیوں کے ساتھ چلتی رہی ہے۔ اب بار بیت المقدس پر یہودیوں نے قبضہ کیا ہے۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کیا اور بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ سے نکلا ہے۔ یہ میری ہوش کا زمانہ ہے۔ اس وقت جلوس نکالنے والوں اور نعرے لگانے والوں میں ہم بھی تھے۔

مسلم یہودی تعلقات:

مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کا معاملہ کیسا رہا؟ یہ بھی نظر میں رہنا چاہئے۔ جب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کا یہودیوں کے ساتھ کوئی معاملہ نہیں تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں یہودیوں سے واسطہ پیش آیا۔ یہودیوں کے تین بڑے قبیلے بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ وہاں آباد تھے۔

یہود کی یثرب میں آباد کاری:

تاریخی روایات کے مطابق یہودی جب بکھرے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنی کتابوں میں جو نبی آخرالزماں کی نشانیاں پڑھ رکھی تھیں، ان نشانیوں کی بنیاد پر وہ اس علاقے کو پہچان کر یمن اور دیگر علاقوں سے آکر یثرب میں آباد ہوگئے تھے۔ یہودی اس انتظار میں تھے کہ جب نبی آخرالزماں آئیں گے تو ہم ان کے ساتھ ملیں گے اور ہمیں دوبارہ قوت حاصل ہوگی۔ قرآن کریم میں ہے: ’’ولقد كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا‘‘ یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ یہودی کئی نسلوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور دوسری قوموں پر رعب جمایا کرتے تھے۔ جس طرح آج کل ہم دنیا پر رعب جماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان آنے والے ہیں وہ تم سے نمٹیں گے۔ ہم خود کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام لیتے ہیں کہ ان کا زمانہ آئے گا تو ہم تمہیں دیکھیں گے۔ یہی بات یہودی کیا کرتے تھے کہ ہمارے آخرالزماں پیغمبر آئیں گے تو ہم ان کی قیادت میں آگے چلیں گے اور ہمارا اقتدار دوبارہ بحال ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ سے یہود و نصاریٰ کا حسد:

لیکن یہودیوں کی توقع کے بہت خلاف بات یہ ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانا، حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں تھے، آپ کو پہچان بھی لیا تھا۔ قرآن مجید میں ہے: ’’الذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم‘‘ جیسے باپ کو اپنی اولاد کے پہچاننے میں غلطی نہیں لگتی، اہلِ کتاب کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے میں غلطی نہیں لگی۔ وہ پہچان گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نبی آخرالزماں ہیں، لیکن ان کے ذہن میں یہ تھا کہ وہ نبی آخرالزماں بنی اسرائیل میں آئیں گے، مگر وہ چچازاد بھائیوں میں آگئے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آگئے۔ یہ ان کے انکار کرنے کی بنیاد بنی کہ وہ بنی اسرائیل کی بجائے، بنی اسماعیل میں آگئے۔

یہ امر واقع ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود محض حسد کی وجہ سے انکار کردیا۔ قرآن مجید میں ہے: ’’حسدا من عند انفسهم من بعد ماتبين لهم الحق‘‘ حق واضح ہوجانے کے بعد حسد کی وجہ سے انکار کردیا، میں اس پر بخاری شریف کی ایک روایت کا حوالہ دوں گا کہ عیسائیوں کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار کی وجہ بھی یہی تھی۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ جب قیصر روم اور حضرت ابوسفیان کا مکالمہ ہوا، سوالات و جوابات ہوئے اور قیصر نے تبصرے کئے تو آخر میں قیصر نے یہ جملہ کہا کہ جو باتیں تم نے بتائی ہیں، اگر وہ صحیح ہیں: ’’انه لنبي‘‘ (تو پھر وہ نبی ہی ہے)۔ اس نے کہا میں بھی اس پیغمبر کے انتظار میں تھا اور یہ بھی کہا کہ مجھے اس پر خواب بھی آرہے تھے، اشارات بھی ہورہے تھے۔ اگر میرا بس چلے، موقع بنے تو میں اس پیغمبر کی خدمت

میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اگر میں پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاؤں کو اپنے ہاتھوں سے دھونا سعادت سمجھتا ہوں۔ لیکن ان ساری باتوں کے باوجود اس نے انکار کیوں کیا؟ اسی روایت میں مذکور ہے کہ اس نے کہا: ''مجھے یہ تو یقین اور انتظار تھا کہ وہ پیغمبر آخر الزماں آنے والا ہے، لیکن مجھے یہ ہرگز توقع نہیں تھی کہ وہ تم بدوؤں میں آ جائے گا۔'' یہاں سے کانٹا بدل گیا کہ وہ نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آئے گا، یہ مجھے توقع نہیں تھی۔ یہی بات یہودیوں کے انکار کی بھی وجہ بنی۔

یہود کو اسلام سے مانوس کرنے کے لئے حکمت عملی:

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت عملی سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو مانوس کرنے کے لئے یا ان کو کسی بات کا موقع نہ دینے کے لئے ابتدائی سترہ مہینے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کو قرار دیا تاکہ ہم آہنگی رہے اور یہودی اس ماحول میں کوئی بات سمجھیں۔ یہودیوں کو مانوس کرنے کے لئے سترہ مہینے ہمارا قبلہ بیت المقدس رہا جو یہودیوں کا بھی قبلہ تھا۔

حکمت عملی اور باہمی ہم آہنگی کا ایک دائرہ اور بھی تھا۔ یہودیوں کو مانوس کرنے کے لئے اور اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی گئی۔ اس پر بخاری شریف کی روایت ہے، ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں جب یہودیوں سے پوچھا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرعون کی غلامی سے آزادی دی تھی، فرعون کو غرق کیا تھا اور ہمیں نجات دی تھی۔ ہم اس خوشی میں روزہ رکھتے ہیں، یہ ہمارا یومِ آزادی کا روزہ ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نحن احق بموسیٰ منکم'' کہ حضرت موسیٰ پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔ اس لئے ہم بھی یہ روزہ رکھیں گے، لیکن یہ ساری حکمتیں اختیار کرنے کے باوجود یہودی اپنے انکار پر اڑے رہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ میثاق مدینہ کے ذریعے جو ایک باقاعدہ مکمل دستور ہے، آپس میں مشترکہ ریاست کا عمل بھی شروع کیا میثاق مدینہ ایک مشترک ریاست ہے، جس میں تمام مذاہب کے لوگ شریک تھے۔

تاریخ کا ایک دلچسپ سوال:

ایک دلچسپ بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں تیرہ سال ایسی زندگی گزاری کہ مظلومیت کی انتہا تھی، وہاں تین سال محاصرہ گزار کر اور عام الحزن منا کر مدینہ منورہ آئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ اور جناب ابو طالب کی وفات کے سال کو غم کا سال قرار دیا تھا۔ اس کیفیت میں مکہ مکرمہ سے نکل کر جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں آتے ہی چند دنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت بن گئی اور ریاست قائم ہوگئی۔ تاریخ کا سوال ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوگیا کہ آپ مہاجر اور پناہ گزین بن کر آئے، لیکن آتے ہی حکومت سنبھال لی؟ چند دنوں میں میثاق مدینہ بھی ہوگیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکمران بھی تسلیم کر لئے گئے۔ یہودیوں نے بھی انہیں تسلیم کرلیا، دیگر قبائل نے بھی تسلیم کرلیا اور ایک ریاست وجود میں آ گئی جو جزیرۃ العرب میں پہلی ریاست تھی۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیاسی کارناموں میں تاریخ اس کو سب سے بڑا کارنامہ سمجھتی ہے کہ پورے جزیرۃ العرب میں قبائلی سسٹم تھا، کوئی مرکزیت اور مرکزی وفاقی حکومت نہیں تھی۔ حجاز، نجد اور جزیرۃ العرب کے پورے علاقے میں پہلی باضابطہ حکومت میثاق مدینہ کے نتیجے میں مدینہ منورہ میں قائم ہوئی، جس کے حکمران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیاسی کردار کی بات ہوتی ہے تو یہ سب سے بڑی بات سمجھی جاتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائلی سسٹم کو ایک مرکزی حکومت عطا کی اور میثاق مدینہ کے نتیجے میں بننے والی حکومت جو ایک علاقے تک محدود تھی، بڑھتے بڑھتے ایک وقت آیا کہ افریقا، ایشیا اور یورپ کے براعظم اس کے دائرے میں تھے۔

مدینہ منورہ پہنچتے ہی اسلامی ریاست کا قیام کیونکر ممکن ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا حالات فراہم کر دیئے تھے کہ مدینہ منورہ آتے ہی چند دنوں میں اسلامی ریاست قائم ہوگئی؟ اس پر میں بخاری شریف کی ایک روایت ذکر کرنا چاہوں گا، جس سے یہ بات سمجھ آئے گی۔

مدینہ منورہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بن خزرج کا سردار تھا۔ بڑے سردار تو سعد بن عبادہؓ تھے، لیکن یہ بھی سرداروں میں تھا۔ اس نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ بخاری شریف میں روایت

ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی بیمار پرسی کے لئے جارہے تھے تو راستے میں ایک مجلس میں عبداللہ بن ابی سے جھڑپ ہوگئی۔ مجلس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر قرآن مجید سنایا تو وہ ناک بھوؤں چڑھا کر کہنے لگا کہ: ”ہمارے پاس آکر مت پڑھا کرو، جس کو سنانا ہو اپنے گھر بلا کر سنایا کرو۔“ جس پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سامنے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: ”ہم کیوں نہیں سنائیں گے؟ سنائیں گے۔“ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور عبداللہ بن اُبی کا جھگڑا ہوا۔ لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے تو ان سے شکایت کی کہ ابو حباب عبداللہ بن اُبی نے یہ حرکت کی ہے۔

جو بات میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو علم تو ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ وہ اپنا غصہ نکال رہا ہے، لہٰذا اسے چھوڑیں، نظر انداز کریں، اس کا اپنا غصہ نکالنے دیں، اس کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ اس علاقے کے قبائل نے آپس میں مل کر ایک حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے آپس میں مذاکرات وغیرہ ہوچکے تھے، سارے مراحل گزر گئے تھے۔ یثرب اور اس کے اردگرد کی پوری ساحلی پٹی نے مشترکہ حکومت بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور عبداللہ بن اُبی کو بادشاہ چن لیا تھا۔ صرف آخری مرحلہ باقی تھا جس میں ایک اکٹھ کر کے جشن منانا تھا اور اس کی تاج پوشی کرنی تھی، باقی سارے کام ہوچکے تھے کہ اتنے میں آپ تشریف لے آئے تو وہ جتنا کام ہوا تھا، آپ نے سنبھال لیا۔ زمین ہموار تھی، سب معاملات طے پاچکے تھے۔ آپ تشریف لے آئے تو سارے معاملات کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لی اس پر عبداللہ بن اُبی پیچ وتاب کھارہا ہے اور اس بات کا غصہ نکال رہا ہے۔ لہٰذا اسے غصہ نکالنے دیں اور آپ نظر انداز کردیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نظر انداز کر دیا اور وہ آخر تک پیچ وتاب ہی کھاتا رہا۔

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیلؒ، خوشاب .... (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیلؒ خوشاب کے آباؤ اجداد غزنی سے نقل مکانی کر کے برصغیر میں آباد ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید اور خادم تھے۔ حضرت مدنیؒ نے اپنا کرتہ مبارک انہیں اتار کر دیا۔ موصوف نے سنبھال کر رکھا اور گھر والوں کو وصیت کی کہ ان کے کفن میں سب سے مبارک یہ کرتا ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہیں حضرت مدنیؒ کے کرتہ میں دفن کیا گیا۔ آپ ۱۹۲۶ء میں خوشاب تشریف لائے۔ جامع مسجد بگڑ والی کو اپنا مستقر بنایا، آپ کو لاہور، کراچی اور دوسرے بڑے شہروں سے پیشکش آئیں، لیکن آپ نے خوشاب نہیں چھوڑا، وجہ یہ بتایا کرتے کہ اس علاقہ میں قادیانی شرارتیں عروج پر ہیں، اگر میں خوشاب چھوڑ کر چلا گیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا جواب دوں گا؟ خوشاب میں قیام پاکستان سے پہلے آپ نے بیک وقت جمعیت علمائے ہند اور مجلس احرارِ اسلام کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۵ء میں خاکسار علامہ عنایت اللہ مشرقی کے ملحدانہ عقائد کے خلاف خوشاب میں سد سکندری بنے اور اس کے الحاد کی برملا تردید کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلائی گئی، پہلی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور گرفتاری ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے اسلام کی پلیٹ فارم سے حصہ لیا اور بڑی تعداد میں ووٹ حاصل کئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۷ء میں بھٹو مظالم اور دھاندلی کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے بھرپور حصہ لیا اور تحریک نظامِ مصطفیٰ کو اپنے علاقہ میں منظم کیا۔ نیز ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا اور آپ نے جامع مسجد صدیق اکبر (المعروف میاں بگڑ والی) اپنا ہیڈ کوارٹر قرار دیا اور تاحیات اس کی تعمیر وترقی، تعلیم وتدریس، خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۲۳/ مارچ ۱۹۸۶ء کو انتقال فرمایا اور اپنی مسجد اور قائم کردہ مدرسہ کے جنوبی کونہ میں محو استراحت ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری سعید احمد سلمہ ان کے جانشین قرار دیئے گئے۔ موخرالذکر نے بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور دے رہے ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا جنید احمد جمعیت علمائے اسلام خوشاب کے امیر ہیں۔ ۱۷/ اکتوبر کو مولانا محمد ساجد مبلغ خوشاب ومیانوالی کی معیت میں ان کی خدمت میں حاضری دی اور ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد صدیق اکبر (بگڑ والی) میں بیان بھی کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

ختم نبوت کانفرنس بہاولنگر: القریش میرج ہال کے وسیع وعریض ہال میں امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کی صدارت میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۱/اکتوبر ۲۰۲۳ء کو منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری محمد یحییٰ نے حاصل کی، جبکہ نعت حافظ محمد یحییٰ نے پیش کی۔ کانفرنس سے حضرت الامیر دامت برکاتہم کے علاوہ جمعیت اہلحدیث کے امیر مولانا سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری، جامع العلوم بہاولنگر کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا جلیل احمد اخون، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا اکرم اللہ عارفی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے اپنے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفرضیت پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت، قرآن پاک کی ایک سو آیات اور دو سو سے زیادہ احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت سے بنیادی اختلاف عقیدہ ختم نبوت پر ہے، وہ ایک کذاب ودجال کو نبی، اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے ساتھیوں کو صحابہ اور رضی اللہ عنہم، اس کی ایک بیٹی کو سیدۃ نساء العالمین قرار دیتے ہیں اگر وہ پاکستان کے آئین وقانون کو تسلیم کر لیتے ہیں تو ہم انہیں اپنا بھائی قرار دینے کے لئے تیار ہیں، اس کے برعکس اگر وہ پاکستان کے آئین و قانون کے ساتھ بغاوت کرتے ہیں تو اسلامیانِ پاکستان انہیں کسی صورت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے جوش وخروش کے ساتھ شرکت کی۔ مقررین کے آنے پر فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ (ذبیح فاروقی، نمائندہ خصوصی)

وادیٔ سون کا مردم خیز علاقہ انگہ: انگہ وادیٔ سون سیکسر خوشاب کا صحت افزا مقام ہے۔ جو مردم خیز علاقہ ہے۔ انگہ کی ایک مشہور شخصیت مولانا قاضی عبدالرسولؒ تھے۔ ان کے فرزند گرامی مولانا قاضی مقبول الٰہی بلند پایہ دانشور، عالم وصوفی تھے۔ مولانا قاضی عبدالرسولؒ موسیٰ زئی شریف کے بزرگوں کے خلیفہ وادیٔ سون سیکسر کے محبوب ترین مفتی، عالم اور قاضی خاندان کی برگزیدہ شخصیت تھے۔ اسی خاندان کے ایک اور بزرگ قاضی حسین محمد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ فیروز پور انڈیا میں جامع مسجد پنجاب سینٹر فیروز پور کے خطیب تھے۔ انہوں نے جامعہ قادریہ کے نام سے فیروز پور میں تعلیمی ادارہ قائم کیا۔ ان کی وفات ۱۹۴۴ء میں ہوئی، شاہی مسجد لاہور کے سابق خطیب مولانا غلام مرشد اور مشہور دانشور احمد ندیم قاسمی انگہ کے تھے۔ قاضی مقبول الٰہی کے فرزندانِ گرامی میں قاضی محمد خلیلؒ ڈابھیل کے فاضل امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ قاضی محمد خلیلؒ کے برادر کبیر مولانا قاضی عبدالجلیلؒ، قاضی حسین محمدؒ جن کا اوپر تذکرہ ہوا کے تلمیذ رشید تھے۔ قاضی حسین محمد نے فیروز پور میں جامعہ قادریہ کے نام سے ادارہ بنایا۔ قاضی عبدالجلیلؒ نے اپنے استاذ محترم کے قائم کردہ ادارہ جامعہ قادریہ کا رحیم یار خان میں احیاء کیا۔ مولانا قاضی عبدالجلیلؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاضی عزیز الرحمٰنؒ نے اپنے والد محترم کی زندگی میں جامعہ قادریہ کا نظام سنبھال لیا۔ راقم جب ۱۹۷۷ء کے اوائل میں رحیم یار خان کا مبلغ بن کر گیا تو قاضی عبدالجلیلؒ زندہ تھے۔ ان کی زیارت کئی مرتبہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا قاضی عزیز الرحمٰنؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے امیر تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کی تعمیر ان کی مرہون منت ہے۔ ۱۴/اکتوبر عشا کی نماز کے بعد انگہ اسی قاضی خاندان کی مسجد میں اجتماع سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ راقم کے علاوہ ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد، جابہ کے مولانا محمد اسماعیل کے بیانات ہوئے۔

خطبہ جمعہ: ۱۳/اکتوبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے ڈاور میں اہل حق کے قدیمی مرکز جامع مسجد محمدیہ میں دیا۔ قریب ہی مسجد توحید تھی جو اشاعتیوں کے کنٹرول میں ہے۔

جامعہ حسینیہ سلانوالی: قیام پاکستان سے پہلے یہاں گوردوارہ تھا۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں چار اہل دل جمع ہوئے، جن میں تحریک

آزادی کے نامور مجاہد مولانا فضل الرحمٰن شاہ احرارؒ، مولانا سید طفیل احمد شاہؒ، مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ، حکیم شریف الدین کرنالویؒ اور دینی ادارہ کی جامعہ حسینیہ کے نام سے بنیاد رکھی۔ مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانیؒ تلمبہ تشریف لے گئے اور مرکزی جامع مسجد کے خطیب بنائے گئے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ آپ ان دنوں جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ناظم اعلیٰ جبکہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ صوبہ مغربی پاکستان کے امیر تھے۔ آپ کا انتقال ۱۹۷۷ء میں ہوا۔ مولانا سید طفیل احمد شاہ گوجرہ چلے گئے، جبکہ مولانا سید فضل الرحمٰن احرارؒ آزاد منش انسان تھے تو مدرسہ کا انتظام حکیم شریف الدینؒ کرنالوی کے سپرد کیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مدظلہ شیخ الحدیث بہاولپور یہاں پندرہ سال استاذ رہے اور قریب ہی مدنی مسجد کے خطیب بھی نیز یہاں مولانا سعید الرحمٰن علویؒ، مولانا محمد نواز ملتانی بھی استاذ رہے۔ بعدازاں بنین میں کتب کا درجہ ختم کر دیا گیا، اب بنات کا شعبہ کامیابی سے چل رہا ہے۔ حکیم شریف الدینؒ کا انتقال ۱۶/مئی ۱۹۸۰ء میں ہوا۔ حکیم صاحب کی وفات کے بعد قاری محمد اکرم مدنیؒ مہتمم بنائے گئے۔ مرحوم صوفی منش انسان تھے۔ عملاً اہتمام پیر جی محمد افضل الحسینی کے پاس رہا۔ قاری محمد اکرم مدنیؒ بھی تقریباً ایک سال پہلے انتقال فرماگئے۔ اب جامعہ کے انچارج پیر جی محمد افضل الحسینی ہیں۔ راقم قاری محمد اکرم مدنیؒ کی وفات پر تعزیت اور جنازہ کے لئے سفر نہ کرسکا۔ ۱۳/اکتوبر بعد عشا تک قیام جامعہ حسینیہ میں رہا۔ سلانوالی ہمیشہ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔ مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ، مولانا سید طفیل احمد شاہؒ، مولانا فضل الرحمٰن احرارؒ کو ۱۹۵۳ء اپنے اپنے گھروں میں نظر بند کر دیا گیا۔ نیز یہاں کے چوہدری نور محمدؒ کو تحریک ۱۹۵۳ء میں بھرپور حصہ لینے کی وجہ سے کوڑے مارے گئے۔ پیر جی محمد افضل الحسینی کی روایت کے مطابق ان کی پیٹھ پر کوڑوں کے نشانات تھے، انہی دنوں ان کی پیٹھ زخمی ہوگئی۔ زخم گہرا تھا کہ اس میں انگلیاں ڈالی جاسکتی تھیں، نیز چوہدری نور محمدؒ کے بھائی نیاز احمد حبیبی فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان بھی گرفتار ہوئے۔

مدنی مسجد سلانوالی: عشا کی نماز کے بعد راقم کا حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال کے خروج پر تفصیلی بیان ہوا۔ جامعہ ختم نبوت سلانوالی کے بانی مولانا خالد مسعود گیلانی مدظلہ سے کافی عرصہ سے یاداللہ وابستہ ہے۔ موصوف کا قیام آسٹریلیا میں ہوتا ہے۔ اصل باسی سلانوالی کے ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ احرارؒ کے فرزند ارجمند میرے شیخ ومرشد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم ان کے برادر نسبتی ہیں۔ کافی عرصہ کے بعد آسٹریلیا سے تشریف لائے تو ان کے حکم پر ۱۲/اکتوبر کا قیام ان کے جامعہ میں ہوا اور کافی دیر مختلف دینی اور جماعتی امور پر گفتگو جاری رہی، مولانا سید فضل الرحمٰن احرارؒ ۲/مئی ۱۹۹۴ء کو فوت ہوئے۔

مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ کا ایک کرامتی واقعہ: مولانا سید خالد مسعود گیلانی نے کہا کہ ایک دن مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ نے بہت جذباتی گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ربوہ“ دارالکفر والارتداد ہے۔ اس کا نام ونشان مٹانے کو جی چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں کون کون تیار ہے تو کچھ نوجوان تیار ہوگئے۔ جب چناب نگر (ربوہ) جانے کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے تو شاہین آباد سے گرفتار کر لئے گئے، اور پولیس نے آپ کو ہتھکڑی لگائی تو آپ نے بلند آواز سے اللہ کہا اور ہاتھ کو جھٹکا دیا، ہتھکڑی ٹوٹ گئی تو پولیس آپ کو بغیر ہتھکڑی کے لے کر گئی۔ موصوف قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

وادیٔ سون سکیسر کا دورہ: سون سکیسر کی وادی پنجاب کا صحت افزا مقام ہے جہاں گرمی کم پڑتی ہے۔ جون، جولائی کے مہینوں میں یہاں موسم نارمل ٹھنڈا ہوتا ہے۔ چناب نگر کانفرنس کے سلسلہ میں ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ تشریف لے جاتے ہیں۔ امسال اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لے جاسکے تو راقم نے ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد کی معیت میں دو روزہ تبلیغی دورہ کیا۔ ۱۵/اکتوبر کھوڑا کی مرکزی جامع مسجد بالا میں عصر کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا، جبکہ مولانا محمد ساجد اور مولانا محمد اسماعیل جابہ کا دوسری مساجد میں ..... مرکزی جامع مسجد بالا کھوڑا قیام پاکستان سے پہلے کی ہے۔ ۸۰ سال پہلے بنی اور پھر پچاس سال پہلے تعمیر جدید کی بنیاد رکھی گئی، اس کی لمبائی ۷۵ فٹ اور چوڑائی ۲۶ فٹ ہے۔ نیز چار صفیں اسی لمبائی چوڑائی میں برآمدہ میں بھی ہے۔

جامعہ دوستیہ نوشیرہ: وادیٔ سون کی مشہور حفظ و ناظرہ کی درسگاہ ہے، جس کا سنگ بنیاد قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے ۲۰۲۳ء میں رکھا۔ مغرب کی نماز کے بعد راقم نے جامعہ دوستیہ میں بیان کیا، مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا دوست محمد قندہاریؒ موسیٰ زئی شریف کے نام کے ساتھ منسوب ہے، جبکہ مولانا محمد اسماعیل جابہ اور

مولانا محمد ساجد کا نوشیرہ کی اور مساجد میں بیان ہوا۔

جامع مسجد قاضیاں انگہ: ۱۳/اکتوبر عشا کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ مولانا محمد ساجد اور مولانا محمد اسماعیل جابہ کے بھی بیانات ہوئے۔ اگلے دن صبح کی نماز کے بعد راقم کا حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق تفصیلی درس ہوا، جبکہ مولانا محمد ساجد نے ایک اور مسجد میں بیان کیا۔

اچھالی میں جلسہ: اچھالی میں اہل حق کی کئی ایک مساجد ہیں پیر طریقت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ، پیر طریقت حضرت صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی حفظہ اللہ کا یہ آبائی علاقہ ہے۔ دونوں پیر صاحبان نے اپنے علاقہ میں دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں۔ دشوار گزار پہاڑی نالہ کراس کر کے مرکزی جامع مسجد میں ۱۵/اکتوبر کو ظہر کی نماز کے بعد عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ یہاں کے احباب نے پیشکش کی کہ ہم مجلس کے نام ۲۱ مرلہ زمین وقف کرتے ہیں، آپ یہاں دینی ادارہ قائم کریں۔ راقم نے بصد شکریہ پیشکش کو واپس کرتے ہوئے کہا کہ مجلس ایک تبلیغی تدریسی ادارہ ہے۔ جس کا کام عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب ہے۔ مدارس کا قیا، ان کی دیکھ بھال، ضروریات کا خیال کرنا مجلس کے بس کی بات نہیں، آپ کسی عالم دین کے نام یہ قطعۂ اراضی وقف کر کے ان سے درخواست کریں کہ وہ یہاں تبلیغی و تدریسی ادارہ قائم کریں۔ اللہ پاک آپ کی پیشکش قبول فرمائیں۔

خانقاہ سراجیہ صدیق آباد (کھتری): یہ خانقاہ تقریباً دو سو سال پرانی ہے۔ مولانا محمد خبیب مدظلہ کے ساتویں پشت اوپر بزرگ جو قادریہ سلسلہ کے بزرگ تھے، انہوں نے بنیاد رکھی۔ میاں خبیب ساتویں جگہ پر ہیں۔ موصوف نے اپنے آباؤ اجداد کی امانت کو سنبھالا ہوا ہے۔ فقیر منش انسان ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر دل وجان سے فدا ہیں۔ مجلس کے مبلغین وادی سون میں ان کی سرپرستی میں کام کرتے ہیں۔ راقم کو دوسری مرتبہ ان کی خانقاہ میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ آپ نے عصر کے بعد درس کا اعلان کیا، دسیوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔

جامعہ علوم شرعیہ جوہر آباد: جامعہ کے بانی مشہور تبلیغی بزرگ مولانا عبدالجبار مدظلہ ہیں، تبلیغی جماعت میں اندرون و بیرون ملک خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ پچھلے دنوں ان پر دل کا دورہ پڑا تو ان کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ ۱۵، ۱۶/اکتوبر کی رات جامعہ میں گزاری، بانی جامعہ کے فرزند ارجمند مولانا محمد حسان سلمہ نے مبلغین کا خیر مقدم کیا۔ ۱۶/اکتوبر صبح کی نماز کے بعد بانی جامعہ کی سرپرستی میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا، جس میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام طلبا، اساتذہ جامعہ کے علاوہ کثیر تعداد میں نمازیوں نے شرکت کی۔ بعدازاں مولانا حسین احمد سلمہ کے جامعہ امام حسنؓ میں ۱۱ بجے طلباو اساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا۔ مولانا محمد ساجد سلمہ کی رفاقت حاصل رہی۔ جامعہ امام حسن کی بنیاد مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے جامع مسجد نمرہ سیٹلائٹ ٹاؤن جوہر آباد میں رکھی۔ ۲/جون ۲۰۲۰ء کو اس کا آغاز اعوان ٹاؤن میں کیا گیا۔ مولانا مفتی حسین احمد مدظلہ بانی ہیں۔ مجلس جوہر آباد کے نگران مولانا اظہار الحسن مدظلہ سے ان کے مکتبہ پر ملاقات ہوئی، جس میں جمعیت علماء اسلام جوہر آباد کے سابق امیر حکیم رشید احمد ربانی، جناب عبدالغفور اور دوسرے رفقاء بھی تشریف لے آئے۔ کافی دیر تک جماعتی امور اور چناب نگر کانفرنس میں قافلہ کی صورت میں شرکت پر مشاورت جاری رہی۔

قاری سعید احمد مدظلہ سے ملاقات: قاری سعید احمد مدظلہ عرصہ دراز سے مجلس اور جمعیت علماء کی خدمات میں مصروف چلے آرہے ہیں۔ جامع مسجد صدیق اکبر (المعروف میاں بگڑ والی) کے خطیب ہیں۔ ۴۲ سال سے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں بڑھاپے کے باوجود آب و تاب سے شرکت فرماتے ہیں۔ مولانا محمد ساجد کی معیت میں ان سے ملاقات ہوئی، آپ اپنے ادارہ کو ختم نبوت کا مرکز گردانتے رہے۔

ختم نبوت کانفرنس چوک اعظم: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چک نمبر ۳۶۳ میں ۱۹/اکتوبر کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مقامی مسجد کے امام مولانا قاری عبدالستار نے کی، جبکہ کانفرنس کی نگرانی مولانا علی معاویہ، قاری محمد ابوبکر نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا محمد نعیم، خانیوال کے مولانا منیر احمد نے خطاب کیا۔ جبکہ نعتیہ کلام جناب اللہ دتہ ساقی نے پیش کیا۔ آخری خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانی دینے والے علماء و مشائخ کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ علماء کرام اور مشائخ عظام نے تقریباً سوا سو سال قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ اس طویل ترین عرصہ میں جیلیں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ان کے راستہ کی رکاوٹ نہ

بن سکیں۔ انہوں نے ۱۹۵۳ء کے شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی پارلیمانی متفقہ آئینی ترمیم، ۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت آرڈی نینس ایکٹ کا سب سے زیادہ کریڈٹ انہیں شہداء کو جاتا ہے۔ کانفرنس میں بتلایا گیا کہ ربیع الاول اور بعدازاں ہونے والے پروگراموں میں سے یہ چالیسواں پروگرام ہے۔ کانفرنس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مفتی محمد یاسین نے خصوصی شرکت کی۔ چوک اعظم یونٹ کے امیر مولانا علی معاویہ، ناظم اعلیٰ قاری محمد ابوبکر جبکہ خازن جناب محمد اجمل ہیں۔

(ذبیح فاروقی، نمائندہ خصوصی)

روڈو سلطان میں خطبہ جمعہ: مولانا عبدالحکیم نعمانی سلمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے عرصہ پچیس سال سے وابستہ چلے آ رہے ہیں، آپ نے تقریباً ۲۳ سال ساہیوال اور پاکپتن کے مبلغ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ تقریباً دو سال پہلے ان کا جھنگ میں تبادلہ ہوا۔ ان کی دعوت پر ۲۰/اکتوبر کو اٹھارہ ہزاری جھنگ میں حاضری ہوئی۔ آپ نے جمعہ کا اہتمام روڈو سلطان کے مدرسہ مظاہر العلوم کی جامع مسجد میں کیا۔ جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر وعظ کیا۔ اور آل پاکستان بیالیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۲۶، ۲۷/اکتوبر ۲۰۲۳ء میں شرکت کی دعوت دی۔ اس ادارہ کے بانی ہمارے حضرت سلطان العارفین مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا حکیم عبداللطیف نے ۲۰۰۰ء میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد اور ملحقہ مدرسہ کی زمین تقریباً آٹھ کنال ہے۔ ۲۰/اکتوبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامعہ مظاہر العلوم کی وسیع و عریض جامع مسجد میں دیا، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور چناب نگر کانفرنس میں شرکت کا وعدہ کیا۔ دارالعلوم حقانیہ کے بانی حضرت مولانا محمد عادل مدظلہ فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی ہیں۔ ان کی دعوت پر ۲۰/اکتوبر عصر کی نماز کے بعد بیان کا موقع ملا۔

مولانا قاری ریاض احمد لغاری: ہمارے حضرت بہلویؒ کے خدام میں سے ہیں۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ ازہرؒ اور اب موخرالذکر کے فرزندانِ گرامی کی مکمل سرپرستی فرمارہے ہیں۔ مجلس کے مبلغین کے ساتھ بہت ہی شفقت ومحبت سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے ۲۰/اکتوبر عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد سراجیہ روڈو سلطان میں علاقہ کے علماء کرام، ائمہ مساجد اور خطباء کا اجلاس رکھا۔ راقم کو گفتگو کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامعہ رشیدیہ جھنگ صدر: جامعہ کے طلبا واساتذۂ کرام سے ۲۱/اکتوبر ساڑھے دس بجے بیان نصیب ہوا۔ جامعہ کے بانی جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل امام القرأ حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی کے شاگرد رشید ہیں۔ قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی معیاری درسگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ابتدائی کتب کے درجات میں کثیر تعداد میں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں بانی جامعہ مولانا محمد شفیق مدظلہ اور ان کے فرزندان گرامی سے ملاقات ہوئی۔ جامعہ سے طلبا خدمت کے لئے چناب نگر کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں، انہیں ہدایات دیں۔

دارالعلوم سراجیہ صدیق آباد جھنگ: جامعہ کے بانی معروف مناظر مولانا ابو ایوب قادری مدظلہ ہیں۔ آپ اپنے جامعہ میں دعوت و ارشاد کے نام سے تخصص بھی کراتے ہیں۔ آپ کے حکم پر ضلعی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ۲۱، ۲۲/اکتوبر ظہر سے عصر تک ختم نبوت کورس رکھا، جامعہ بالکل جھنگ صدر کے دیہات میں واقع ہے۔ کورس میں تقریباً تین درجن علماء، طلبا نے شرکت کی۔ ۲۱/اکتوبر مولانا عبدالحکیم نعمانی سلمہ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور راقم نے اوصاف نبوت پر سبق پڑھایا۔ ۲۲/اکتوبر کو مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد حنیف سیال کے مختصر بیان کے بعد راقم نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر سبق پڑھایا اور کے شکوک وشبہات کے جوابات دیئے۔

کرن پبلک اسکول وکالج میں ختم نبوت آگاہی پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے زیر اہتمام ۱۶/نومبر بروز جمعرات صبح ۹ بجے کرن پبلک اسکول وکالج کڑیو گھنور تحصیل گولارچی ضلع بدین میں شعورِ ختم نبوت آگاہی پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت سر حبیب اللہ صاحب اور سرپرستی سر شعیب احمد کھٹی صاحب نے کی۔ بیانات، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان، حضرت مولانا محمد حنیف سیال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین کے ہوئے اور آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ پانچ سوالوں کے صحیح جوابات دینے پر انعام دیئے گئے۔ ایک ٹیم بوائز کی تھی اور ایک گرلز کی۔ بوائز میں میر محمد نظامی، گرلز میں ثنا بنت خلیفہ بابو عقیل نظامی نے انعامات وصول کئے۔ پروگرام حافظ عبدالواحد کھٹی کے دعائیہ کلمات سے اختتام پذیر ہوا۔

خاتم الانبیاء کانفرنس، تحصیل کلاچی

مولانا مفتی نصیر الدین قاضی

قادیانیوں ڈیرہ اسماعیل خان..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدیق اکبر یونٹ تحصیل کلاچی کے زیر اہتمام منعقدہ چوتھی خاتم الانبیاء کانفرنس میں مفتی نصیر الدین قاضی خطیب مرکزی جامع مسجد کلاچی نے مہمانان گرامی کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا اور آخر میں کانفرنس کی قراردادیں پیش کیں، جو درج ذیل ہیں:

”سب سے پہلے اہل علاقہ اور خدام ختم نبوت اپنے مہمانانِ گرامی پیر طریقت رہبر شریعت سیدی مرشد عالم حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، حضرت خواجہ مولانا عزیز احمد، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، شاہین ختم نبوت استاذ المناظرین حضرت مولانا اللہ وسایا، ترجمان ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد، لسان علماء حق مولانا عبدالقیوم حقانی اور کانفرنس کے روحِ رواں مجاہد ختم نبوت مولانا قاری محمد طارق اسٹیج کو رونق بخشنے والے معزز علماء ومشائخ، ہم اپنے علاقہ کے غیور مسلمانوں اور تمام اراکین و رضا کاران ختم نبوت صدیق اکبر یونٹ کی جانب سے خوش آمدید اور سلام پیش کرتے ہیں۔

ہم آپ حضرات کو اس چوتھی خاتم الانبیاء کانفرنس میں شرکت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں، خلوص ومحبت نیاز مندانہ احترام وعقیدہ کے ساتھ ہدیہ امتنان وتشکر پیش کرتے ہیں کہ آپ حضرات نے بے پناہ مصروفیات، گوناگوں مشاغل کے باوجود دور دراز سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے ہماری دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا اور ہمارے اس ختم نبوت کے کاز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آج ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے لاکھ لاکھ شکرگزار ہیں کہ اس نے آپ حضرات کی سرپرستی میں ہمیں اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کام میں لگا رکھا ہے۔

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ بحمداللہ! ختم نبوت صدیق اکبر (یونٹ) کا قیام مورخہ ۱۲/ اگست ۲۰۱۷ء کو عمل میں آیا۔ آپ کی توجہات اور دعاؤں سے اس کی چار عظیم الشان کانفرنسز ہوچکی ہیں، جس میں بحمداللہ! مرکزی اکابرین میں حضرت مولانا محمد اکرم طوفانیؒ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا نور محمد ہزاروی اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تشریف لائے جبکہ اس کے علاوہ تین تربیتی کورسز بھی ہوچکے ہیں۔ الحمدللہ! ہمارے اکابرین شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم فاضل دیوبند نوراللہ مرقدہ اور سینئر حضرت مولانا قاضی عبداللطیف فاضل دیوبند نوراللہ مرقدہ نے بھی اس محاذ پر گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اہل علاقہ ختم نبوت کی تحاریک میں روزاول سے اپنے علماء ومشائخ کے شانہ بشانہ حصہ لے رہے ہیں جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ آج بھی یہ عہد کرتے ہیں کہ جب بھی، جہاں بھی ختم نبوت کے تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ناموس صحابہ کرامؓ کے لئے جس قسم کی قربانی کی ضرورت ہو تو انشاء اللہ! ہمارا خون جگر، مال و زر حاضر ہوگا۔ اسی کے ساتھ خاتم الانبیاء کانفرنس کے تمام شرکاء اور خدام کا جنھوں نے اپنے جان و مال اور قیمتی وقت کے ساتھ کامیاب بنایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی شانِ کریمی کے مطابق بدلہ عطا فرمائیں اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

کانفرنس کی قراردادیں

☆.....: اسرائیلی ظلم وبربریت کا منہ توڑ جواب دینے پر ہم حماس فلسطینی مجاہدین کو سلام پیش کرتے ہوئے ان کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔

☆.....: مسلم ممالک معصوم فلسطینیوں کو انصاف دلانے کے لئے عالمی سطح پر موثر اقدام اٹھائیں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو جلد از جلد تحفظ فراہم کریں۔

☆.....: اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان، سعودی عرب، قطر، ترکیہ اور ایران سے اپیل ہے کہ مظلوم فلسطینیوں کا ساتھ دیتے ہوئے ہر قسم کا فی الفور سیاسی، اخلاقی، مالی وجانی تعاون کریں۔

☆.....: عالم اسلام بالخصوص پاکستان قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے فی الفور برطرف کرے۔

☆.....: عالمِ اسلام قادیانی و اسرائیلی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرکے غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔

☆☆ .... ☆☆

جن پہ نبیوں، رسولوں کا ہے اختتام

جن کے روضے پہ اتریں فرشتے مدام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
صبح ستر ہزار اور اتنے ہی شام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کا محمود، احمد، محمد ہے نام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جو ہیں خیر البشر جو ہیں خیر الانام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کا اللہ سکھائے ہمیں احترام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کی ہے صوت پر فوق مطلق حرام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کے روضے پہ ہر دم ہے اک اژدہام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن پہ مرنے کو حاضر ہیں لاکھوں غلام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کا روضے میں ہے ساتھ ان کے قیام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
بعد نبیوں کے ہے جن کا اعلیٰ مقام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں پہ سلام
روز محشر جو آئیں گے پیاسوں کے کام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
اپنے ہاتھوں پلائیں گے کوثر کے جام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کے مرکب کی جبریل تھامے لگام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
عرش جن کے لئے صرف دو چار گام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
پاک ہیں جن کے سب اہل بیت عظام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کے پیارے نواسے ہیں میرے امام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
آخری جن پہ اترا خدا کا کلام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن پہ نبیوں رسولوں کا ہے اختتام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جن کو حاصل ہے مر کر حیاتِ دوام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
جو ہیں روضے میں سنتے درود و سلام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام
ان کے اوصاف سلمان گیلانی میں کس زباں سے کہوں کس قلم سے لکھوں
بس میں کرتا ہوں بات اپنی اس پہ تمام اُن پہ اربوں درود اُن پہ کھربوں سلام

کلام: جناب سید سلمان گیلانی (شاعر ختم نبوت)
انتخاب: (مولانا) محمد قاسم، مبلغ ختم نبوت کراچی

رعایتی قیمت
مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 تا 30 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	9000
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
4	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
5	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
6	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	200
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	400
11	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1400
12	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	250
15	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	600
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
17	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	200
18	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
19	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	300
20	قادیانیت عقل و انصاف کی نظر میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (دو جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ